صوفی ازم اور علم وادب کا بے باک ترجمان

RAHBARE NOOR

QUARTERLY URDU

अंक 11 — شمارہ نمبر ۱۱

वर्ष 03 — جلد نمبر ۳

نہ سریر اوج کی ہے طلب نہ حریص تاج وقار ہوں ۔ مری ٹھوکروں میں جہاں ہے میں غلام قطب مدار ہوں

سہ ماہی رہبر نور

مکنپور شریف

سلسلہ اشاعت کا تیسرا سال

Rs. 50-/

OCT. NOV. DEC.-2022 // ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۴۴ھ

جو راہ حق میں فنا ہوں کبھی نہیں مرتے

ایک زندہ وجاوید کرامت

اور تاریخ نے کروٹ لی

آداب حاضری دربار عالیہ مداریہ

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس

بابا گرونانک کرتار پوری اور سلسلہ مداریہ

سید جمال الدین جانمن جنتی۔ ایک عظیم ولی کامل

یاد رفتگاں

چیف ایڈیٹر

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری دارالنور مکن پور شریف کانپور (انڈیا)

بفیض روحانی۔ شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمین رضؓ

بیادگار: الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبرؔ و الحاجہ سیّدہ نورالنہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

سہ ماہی رہبر نور مکن پور شریف

QUARTERLY
RAHBARE NOOR
URDU

ربیع الاول
ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۴۴ھ
Oct. Nov. Dec.
2022

مجلس کرم نواز

الحاج ڈاکٹر سید مرغوب عالم طیفوری مداری، الحاج سید عظیم الباقی ارغونی مداری، الحاج مولانا سید نورالاخیار بدیعی حلبی، الحاج قاری سید محضر علی وقاری مداری، الحاج مولانا سید مجیب الباقی ارغونی مداری، صوفی سید مسرت حسین فنصوری، الحاج سید اختیار احمد ارغونی مداری، خواجہ سید مصباح المراد ارغونی مداری، مولانا سید شہرت حسین ارغونی مداری، ڈاکٹر سید انتخاب عالم مرغوبی مداری،

OWNER
PRINTER &
PUBLISHER
MUQTIDA HUSAIN
JAFRI
BY PRINTED -
INSHA PRINTERS
91/4 HIRA MAN
PURWA, KANPUR
&
PUBLISHED
FROM-VILL.
&
POST. MAKANPUR
KANPUR

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابوالمشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامرؔ

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد شعب غازی مداری
و
سیّد قمر حسین جعفری

مجلس مشاورت

مولانا سیّد انتخاب عالم ارغونی
مولانا سیّد محمد توثیق فنصوری
سیّد موجود عالم محبوبی مداری
مولانا سیّد اظہر علی منظری وقاری
الحاج سید سید الانوار طیفوری مداری
مولانا سیّد ظفر مجیب ارغونی
مفتی ابوالحماد محمد اسرائیل حیدری
مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی وقاری بلرام پور
مفتی خوشنود خاں مشربی مداری بریلی
مفتی شاہد رضا مشربی مداری بریلی
و عزت مآب مشائخ مکن پور شریف

स्वामी, प्रकाशक एवं मुद्रक-मुक़तिदा हुसैन जाफ़री ने इंशा प्रिंटिंग प्रेस 91/4-हीरामन पुरवा कानपुर से छपवाकर सम्पादक- मुक़तिदा हुसैन जाफ़री ने कार्यालय रहबरे नूर मकनपुर शरीफ़ कानपुर से जारी किया।

ALL DISPUTED MATER IN VALID KANPUR JURISDICTION

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر مقتدا حسین جعفری نے انشاء پرنٹرس 91/4 ہیرامن کا پوروہ، کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا۔

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضامین	تحریر	صفحہ نمبر
1	اداریہ	چیف ایڈیٹر	3
2	اور تاریخ نے کروٹ لی	نعیم صدیقی	4
3	آدابِ حاضری دربار عالیہ مداریہ	از۔ مفتی محمد اسرافیل حیدری	12
4	(یادِ رفتگاں)	ازقلم: مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی	23
5	علم غیب مصطفیٰ، قرآن وحدیث کی روشنی میں	محمد شکیل خان مداری پیر نگر بریلی	25
6	بابا گرونانک کرتارپوری اور نسبت مداریہ	مفتی محمد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی	30
7	حضرت ابوالحسن عرف منٹھے مدار کنتوری قدس سرہ		33
8	ولی کامل حضرت سفیان ثوری رحمہ	از۔ افضل عثمانی	35
9	سرگروہ دیوان گان حضرت سید جمال الدین جان من جنتی	از۔ محمد قیصر رضا شاہ مداری سدھار تھ نگر (یو۔پی)	39
10	ایک زندہ کرامت		45
11	سلیمانؑ اور ملکہ بلقیس	از۔ غنیۃ الطالبین (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)	47
12	منقبت شریف		57
14	دنیائے سنیت کا ایک عظیم مجاہد دیوان نور محمد موتی شاہؒ		58
14	"جو راہِ حق میں فنا ہوں کبھی نہیں مرتے"	سید مقتدا حسین جعفری	60
15	تو جہاں کا قطب مدار ہے	سید ازبر علی جعفری المداری	63

اداریہ

تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

وقت کسی کے لئے ٹھہرتا نہیں ہے، زمانہ تیزی سے اڑا جا رہا ہے، انسانی ذہن وفکر کے تغیرات نے حالات وواقعات کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے۔ دنیا کی تمام قومیں علم وحکمت کے طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں۔ ایسے ماحول میں امت مسلمہ کی سماجی ذمہ داریاں اور بڑھ گئی ہیں، اگر آج ہم نے علم جیسی عظیم شئی سے چشم پوشی کا رخ اپنا لیا تو کل ہماری قوم جہالت کے اندھیروں میں غرقاب ہو کر اپنی انفرادی حیثیت اور اپنا پاکیزہ وجود کھودے گی۔ ہماری پہچان اور ہمارا سماجی شعور تعلیم وتعلم، تدریس وتدبر سب خطرے میں پڑ جائے گا۔

وقت کے تقاضے، دنیا کی رعنائیاں اور ترقی کی منازل تمہیں آواز دے رہی ہیں کہ اے ملت کے زندہ وجاوید مجاہدو آگے بڑھو اور قوم کی نئی نسل کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف راغب کرو اس لئے کہ امت مسلمہ کے ہاتھوں میں علم ودانش کے ایسے خزانے موجود ہیں جن سے قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

ادارہ رہبر نور شہنشاہ ولایت، فرد الافراد، قطب الارشاد سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مقدس کے پاکیزہ موقع پر دعوت فکر دے رہا ہے کہ اولیائے کاملین کی مقدس زندگیوں کو غور سے پڑھو اور قلب وجگر کی پاکیزگی کے ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل کرو۔ نئی نسل کے ہاتھوں میں موبائل کی جگہ کتاب تھمانے اور مطالعہ کرنے کی بیداری پیدا کرو۔ علم کے چراغوں کی لو بجھنے نہ دو ورنہ باطل اندھیروں کا راج قائم ہو جائے گا۔

چیف ایڈیٹر

اور تاریخ نے کروٹ لی

نعیم صدیقی

عرب کے ایک ممتاز، مہذب اور اعلیٰ روایات رکھنے والے خاندان میں سلیم الفطرت والدین کے قران السعدین سے ایک انوکھا سا بچہ یتیمی کے سایہ میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک غریب مگر شریف ذات کی دایہ کا دودھ پی کر دیہات کے صحت بخش ماحول کے اندر فطرت کی گود میں پلتا ہے۔ وہ خاص الٰہی انتظامی سے صحرا میں تگ و دو کرتے کرتے زندگی کی جولانگاہ میں مشقتوں کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرتا ہے۔ اور گلہ بانی کر کے اقوام کی قیادت کے لئے تیاری کرتا ہے۔ بچپن کی پوری مسافت طے کرنے سے پہلے یہ انوکھا بچہ ماں کے سایۂ شفقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ دادا کی ذات کسی حد تک والدین کے اس خلاء کو پُر کرنے والی تھی لیکن یہ سہارا بھی چھین لیا جاتا ہے۔ بالآخر چچا کفیل بنتے ہیں۔ یہ گویا مادی سہاروں سے بے نیاز ہو کر ایک آقائے حقیقی کے سہارے گراں بہا فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی تیاری ہو رہی ہے۔

جوانی کے دائرے میں قدم رکھنے تک یہ انوکھا بچہ عام بچوں کی طرح کھلنڈرا اور شریر بن کر سامنے نہیں آتا بلکہ بوڑھوں کی سی سنجیدگی سے آراستہ نظر آتا ہے۔ جوان ہوتا ہے تو انتہائی فاسد ماحول میں پلنے کے باوجود اپنی جوانی کو بے داغ رکھتا ہے۔ عشق، نظربازی اور بدکاری، جہاں نوجوانوں کے لئے سرمایۂ افتخار بنے ہوئے ہوں وہاں وہ اپنے دامان نظر تک کو ایک آن بھی میلا نہیں ہونے دیتا جہاں گلی گلی شراب کشید کرنے کی بھٹیاں لگی ہوں اور گھر گھر شراب خانے کھلے ہوں اور جہاں مجلس مجلس رخت زر کے قدموں میں ایمان و اخلاق نچھاور کئے جاتے ہوں اور پھر جہاں اپنی بلانوشیوں کے چرچے فخریہ قصیدوں اور شعروں میں کئے جاتے ہوں وہاں یہ جداگانہ فطرت کا نوجوان کبھی قسم کھانے کو بھی شراب کا ایک قطرہ تک اپنی زبان پر نہیں رکھتا۔ جہاں قمار قومی مشغلہ بنا چلا آ رہا تھا وہاں ایک مجسمۂ پاکیزگی تھا جس نے کبھی پانسوں کو ہاتھ سے نہ چھوا۔ جہاں داستان گوئی اور موسیقی کلچر کا لازمہ بنے ہوئے وہاں کسی اور ہی عالم کا یہ نوجوان لہو و لعب سے بالکل الگ تھلگ رہا۔ اور دو مرتبہ ایسے مواقع پیدا ہوئے بھی کہ یہ نوجوان مجالس تفریح میں جا پہنچا۔ لیکن جاتے ہی ایسی غنود طاری ہوئی کہ سمع و بصر کا دامن پاک رہا جہاں بتوں کے سامنے سجدہ پاشی عین مذہب قرار پا چکی تھی وہاں خانوادۂ ابراہیم کے اس پاکیزہ مزاج نوجوان نے نہ غیراللہ کے سامنے کبھی اپنا سر جھکایا، نہ اعتقاداً کوئی مشرکانہ تصور اپنے اندر جذب کیا بلکہ ایک مرتبہ بتوں کے چڑھاوے کا جانور پکا کر کھانے پر لایا گیا تو اس نے وہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا جہاں قریش نے زمانہ حج میں اپنے آپ کو عرفات جانے سے مستثنیٰ کر لیا تھا وہاں اس ممتاز ترین قریشی نے کبھی اس من

گھڑت استثنٰی سے فائدہ نہ اٹھایا۔ جہاں اولاد ابراہیمؑ نے مسلک ابراہیم کو بگاڑ کر دوسری خرابیوں کے ساتھ کعبہ کا طواف حالتِ عریانی میں کرنے کی ایک گندی بدعت پیدا کر لی تھی وہاں اس حیادار نوجوان نے کبھی اس قدعت کو اختیار نہ کیا۔ جہاں جنگ ایک کھیل تھی اور انسانی خون بہانا ایک تماشا تھا۔ وہاں احترام انسانیت کا علمبردار یہ نوجوان ایسا تھا جس کے دامن پر خون کی ایک چھینٹ بھی نہ پڑی تھی۔ نوعمری میں اس نوجوان کو حربِ فجار نامی جنگ عظیم میں شرکت کا موقع پیش آیا اور اگرچہ اس نے قریش کے برسرِ حق ہونے کی بناء پر حصہ لیا تھا لیکن پھر بھی کسی انسانی جان پر خود ہاتھ نہیں اُٹھایا۔

ولیم میور کا یہ قول علامہ شبلیؒ نے نقل فرمایا ہے:

> ''ہماری تمام تر تصنیفات محمد صلعم کے بارے میں ان کے چال چلن کے عصمت اور اُن کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی، متفق ہیں''۔

پھر اس پاکباز وعفیف نوجون کی دلچسپیاں دیکھئے کہ عین بہک جانے والی عمر میں وہ اپنی خدمات اپنے ہم خیال نوجوانوں کی ایک اصلاح پسند انجمن کے حوالے کرتا ہے جو ''حلف الفضول'' کے نام سے غریبوں اور مظلوموں کی مدد اور ظالموں کی چیرہ دستیوں کے استیصال کے لئے قائم ہوئی تھی۔ اس کے شرکاء نے اس مقصد کے لئے حلفیہ عہد باندھا تھا۔ آپ دورِ نبوت میں اُس کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سُرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں اُس سے نہ پھرتا اور آج بھی ایسے معاہدہ کے لئے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں''۔

پھر اس نوجوان کی صفات اور صلاحیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ تعمیر کعبہ کے موقع پر حجر اسود نصب کرنے کے معاملے میں قریش میں کشمکش پیدا ہوتی ہے اور تلواریں میانوں سے نکل آتی ہیں۔ لیکن تقدیر کے اشارے سے اس قضیہ کو چکانے کا شرف اس نوجوان کے حصہ میں آتا ہے۔ انتہائی جذباتی تناؤ کی اس فضا میں یہ جج اور صلح کا علمبردار ایک چادر بچھاتا ہے اور اس پر پتھر کو اٹھا کر رکھ دیتا ہے اور پھر دعوت دیتا ہے کہ تمام قبیلوں کے لوگ مل کر اس چادر کو اٹھائیں۔ چادر پتھر سمیت متحرک ہو جاتی ہے اور جب موقع پر جا پہنچتی ہے تو وہ نوجوان اس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیتا ہے۔ جھگڑے کا سارا یلغار چھٹ جاتا ہے اور چہرے خوشی اور اطمینان سے چمک اٹھتے ہیں۔

یہ نوجوان میدانِ معاش میں قدم رکھتا ہے تو تجارت جیسا پاکیزہ اور معزز مشغلہ اپنے لئے پسند کرتا ہے کوئی بات تو اس نوجوان میں تھی کہ اچھے اچھے اہل سیرمایہ نے یہ پسند کیا کہ یہ نوجوان اُن کا سرمایہ اپنے ہاتھ میں لے اور کاروبار کرلے۔ پھر سائب، قیس بن سائب مخزومی، حضرت خدیجہ اور جن دوسرے لوگوں کو اس نوجوان کے حسن معالمت کا عملی تجربہ ہو۔ ان سب نے اُسے ''تاجرامین'' کا لقب دیا۔ عبداللہ بن ابی الحمسا کی گواہی آج بھی محفوظ ہے کہ بعثت سے قبل خرید وفروخت کے معاملہ میں اس ''تاجرامین'' سے طے ہوا کہ ''آپ ٹھہریں میں ابھی پھر آؤں گا'' لیکن بات آئی گئی ہوگئی۔ تیسرے دن اتفاقاً صحابی مذکور کا گزر اسی مقام سے ہوا تو دیکھا کہ وہ تاجرامین وعدہ کی ڈوری سے بندھا اُسی جگہ کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں ''تم نے مجھے زحمت دی میں اسی مقام پر تین دن سے موجود ہوں''۔ (ابوداؤد)

پھر دیکھئے جب یہ نوجوان رفیقۂ حیات کا انتخاب کرتا ہے تو مکہ کی نوعمر، شوخ وشنگ لڑکیوں کو ایک ذرا سا خراج نگاہ تک دیئے بغیر ایک ایسی خاتون سے رشتۂ مناکحت استوار ہوتا

ہے جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خاندان اور ذاتی سیرت وکردار کے لحاظ سے نہایت اشرف خاتون ہے۔ اس کا یہ ذوق انتخاب اس کے ذہن، اس کی روح، اس کے مزاج اوراس کی سیرت کی گہرائیوں کو پوری طرح نمایاں کردیتا ہے۔ پیغام خود ہی خاتون حضرت خدیجہ بھیجتی ہیں جو اس یکتائے روزگار نوجوان کے کردار سے متاثر ہوتی ہیں۔ اور یہ نوجوان اس پیغام کو شرح صدر کے ساتھ قبول کرتا ہے۔

پھر کسی شخص کے ذہن وسیرت کو اگر اس کے حلقۂ احباب کا جائزہ لینے سے جانچا جاسکتا ہے تو آیئے دیکھئے کہ اس عربی نوجوان کے دوست کیسے لوگ تھے۔ غالباً سب سے گہری دوستی اور سب سے زیادہ بے تکلفانہ رابطہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تھا۔ ایک تو ہم عمری اوپر سے ہم مذاقی۔ اس نوجوان کے دوستوں میں ایک شخصیت حکیم بن حزام کی تھی۔ جو حضرت خدیجہؓ کے چچیرے بھائی تھے۔ اور حرم کے منصبِ رفادہ پر فائز تھے۔ پھر حلقۂ احباب کے ایک رکن ضماد بن ثعلبہ ازدی تھے جو طبابت اور جراحی کا کام کرتے تھے۔ اس نوجوان کے حلقۂ احباب میں کیا کوئی ایک بھی دون فطرت، پست ذوق اور کمینہ مزاج آدمی دکھائی دیتا ہے؟ مکہ کے اشرار میں سے کسی کا نام اس فہرست میں ملتا ہے؟ ظالموں اور فاسقوں میں سے کوئی اس دائرے میں سامنے آتا ہے؟

پھر دیکھئے کہ یکتائے زمانہ نوجوان گھربار کی دیکھ بھال ،تجارت اور دنیوی معاملات کی گوناگوں مصروفیات سے فارغ ہوکر جب کبھی کوئی فرصت کا وقت نکالتا ہے تو اسے تفریحات تعیشات میں صرف نہیں کرتا۔ اسے کوچہ گردی میں اور مجلس آرائیوں اور گپوں میں نہیں کھپاتا۔ اسے سوسو کر اور غفلت میں بے کار پڑے رہ رہ کر بھی نہیں گزارتا۔ بلکہ سارے ہنگاموں سے کنارہ کر کے اور سارے مشغلوں کو تج کر حرا کی خلوتوں میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کا ذکر اپنی فطرت مطہرہ کی رہنمائی کے مطابق کرتا ہے۔ کائنات کی گہری حقیقتوں کو اخذ کرنے کے لئے اور انسانی زندگی کے غیبی رازوں کو پالینے کے لئے وہ عالم انفس وآفاق میں غور وفکر کرتا ہے جس جوان کی جوانی کی فرصتیں اس...... صرف ہورہی ہیں کیا اس کی فطرت کے بارے میں انسانی بصیرت کوئی رائے قائم کرسکتی ہے؟

ہونے والا آخری نبی اس نقشۂ زندگی کے ساتھ قریش کے سامنے اور اُن کے اپنے ہی مکی معاشرے کی گود میں پلتا ہے۔ جوان ہوتا ہے اور پختگی کے مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ کیا یہ نقشۂ زندگی بول بول کر نہیں بتارہا تھا کہ یہ ایک نہایت ہی غیر معمولی عظمت رکھنے ولا انسان ہے؟ کیا اس اٹھان اٹھنے والی شخصیت کے بارے میں یہ رائے قائم کرنے کی بھی گنجائش کسی پہلو سے نکلتی ہے کہ نعوذ باللہ یہ کسی جھوٹے اور فریبی آدمی کا نقشہ ہوگا؟ یہ کوئی مردِ جاہ طلب ہوگا؟ یہ کوئی بندۂ مفاد واغراض ہوگا؟ یہ خدا کے نام کو متاعِ کاروبار بناکر اپنی دُکان کو چمکانے والا کوئی سوداگر ہوگا، ہرگز نہیں؟ ہرگز نہیں، خود قریش نے اسے صادق وامین، دانا وحکیم اور پاک نفس وبلند کردار تسلیم کیا ہے۔ اور بار بار تسلیم کیا ہے۔ اُس کے دشمنوں نے اس کی ذہنی واخلاقی عظمت کی گواہی دی اور سخت ترین کشمکش کرتے ہوئے دی۔ داعی برحق کے نقشۂ زندگی کو خود قرآن نے دلیل بناکے پیش کیا ہے۔

وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ.

(یونس. ۱۶)

لیکن اپنی قوم کا یہ چمکتا ہوا ہیرا جب نبوت کے منصب سے کلمۂ حق پکارتا ہے تو آنکھوں کا رنگ معاً بدل جاتا ہے اوراس کی صداقت ودیانت اور اس کی شرافت ونجابت کی قدروقیمت بازروقت میں یکا یک گردی جاتی ہے۔ کل تک جو شخص قوم کا مایۂ نازفرزند تھا۔ آج وہ اس کا دشمن اور مخالف اوران کے لئے باعثِ ننگ گردانا جاتا ہے۔ کل تک جس کا

احترام بچہ بچہ کرتا تھا آج وہ ایک ایک قدر دان کی نگاہ میں مبغوض ٹھہرتا ہے۔ وہ شخص جس نے چالیس (۴۰) سال تک اپنے آپ کو ساری کسوٹیوں پر کھرا ثابت کر کے دکھایا تھا۔ توحید اور نیکی اور سچائی کا پیغام سناتے ہی صیرفیان قریش کی نگاہوں میں کھوٹا سکہ بن جاتا ہے۔ کھوٹا وہ نہ تھا بلکہ صرافوں کی اپنی نگاہوں میں ٹیڑھ تھی۔ اوران کے اپنے معیار غلط تھے۔

کیا قریش کی آنکھیں واقعی اتنی اندھی تھیں کہ وہ ماحول کی تاریک رات میں جگمگاتے ہوئے ایک چاند کی شان نہیں دیکھ سکتی تھیں؟ کیا بالشتیوں کی محفل میں وہ اونچے اخلاقی قدوقامت رکھنے والے ایک زعیم کو نہیں پہچان سکتی تھیں؟ کیا کوڑے کے انبار میں پڑا ہوا موتیوں کا ایک ہار اُن کو الگ محسوس نہیں ہوتا ہوگا؟ کیا خاروخس کے ہجوم میں ایک گلدستۂ شرافت وعظمت ان سے اپنی قدروقیمت نہیں منوا سکا ہوگا؟ نہیں نہیں! قریش خوب پہچانتے تھے کہ محمد کیا ہے؟ مگر انہوں نے جان بوجھ کر آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی۔ مفاد اور تعصبات نے ان کو مجبور کیا کہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بن جائیں۔ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اور جب کوئی آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا بن جاتا ہے تو اس سے بڑی بڑی مصیبتیں اور تباہیاں رونما ہوتی ہیں۔

آج اگر کسی طرح ہم مشرکین مکہ سے بات کر سکتے تو اُن سے پوچھتے کہ تمہارے خاندان کے چشم وچراغ نے جو دعوت دی تھی فی نفسہ کیا برائی کی دعوت دی تھی؟ کیا اس نے تم کو چوری اور ڈاکے کے لئے بلایا تھا؟ کیا اس نے تمہیں ظلم اور قتل کے لئے پکارا تھا؟ اس نے یتیموں اور بیواؤں اور کمزوروں پر جفائیں ڈھانے کی کوئی اسکیم پیش کی تھی؟ کیا اس نے تم کو باہم لڑانے اور قبیلہ قبیلہ میں فساد ڈلوانے کی تحریک چلائی تھی.....؟ کیا اس نے سمیٹنے اور جائداد بنانے کے لیے ایک جماعت کھڑی کی تھی؟ آخر تم نے اس کے پیغام میں کیا کجی دیکھی؟ اس کے پروگرام میں کون سا فساد محسوس کیا؟ کیوں تم پرے باندھ کر اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے؟

قریش کو جس چیز نے جاہلیت کے فاسد نظام کے تحفظ اور تبدیلی کی رو کی مزاحمت پر اندھے جنون کے ساتھ اٹھا کھڑا کیا۔ وہ یہ ہرگز نہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر و کردار میں کوئی رخنہ تھا یا آپ کی دعوت میں کوئی خطرناک فساد تھا یا آپ کی تحریک جاہلی تمدن کو پستی کی طرف لے جانے کا موجب بنتی دکھائی دیتی تھی۔ بلکہ وہ چیز صرف مفاد پرستی تھی، قریش سالہا سال کے جمے ہوئے عربی معاشرہ کے ڈھانچے میں اپنے لئے ایک ایک اونچا مقام قیادت حاصل کر چکے تھے۔ تمام سیاسی اور مذہبی مناصب ان کے ہاتھ میں تھے۔ اقتصادی اور کاروباری لحاظ سے اُن کی سیادت کا سکہ رواں تھا۔ پوری قوم کی چودھراہٹ انہیں حاصل تھی۔ ان کی یہ چودھراہٹ اسی مذہبی وتمدنی ومعاشرتی ڈھانچے میں چل سکتی تھی جو جاہلی دَور میں استوار تھا۔ اگر وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر مجبور تھے کہ اپنی چودھراہٹ کا تحفظ کریں تو پھر وہ اس پر بھی مجبور تھے کہ جاہلی نظام کو بھی ہر حملے اور ہر تزلزل سے بچائیں۔

قریش جہاں سیاسی ومعاشرتی لحاظ سے چودھری تھے۔ وہاں وہ عرب کے مشرکانہ مذہب کے پروہت مذہبی استھانوں کے مہنت اور مجاور اور تمام امور مذہبی کے ٹھیکیدار بھی تھے۔ یہ مذہبی ٹھیکیدار سیاسی ومعاشرتی چودھراہٹ کی بھی پشتی بان تھی۔ اور بجائے خود ایک بڑا کاروبار بھی تھی۔ اس کے ذریعہ سارے عرب کی نذریں اور نیازیں اور چڑھاوے کھنچے چلے آتے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کی دامن بوسیاں ہوتی تھیں اس کی وجہ سے ان کے قدموں کو چھوا جاتا تھا۔

مذہب جب ایک طبقہ کا کاروبار بن جاتا ہے تو اس کی اصل روح اور مقصدیت کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے اور گوناگوں رسمیات کا ایک نمائشی طلسم قائم ہو جاتا ہے۔

اصولی تقاضے فراموش ہو جاتے ہیں اور من گھڑت روایات اور شعائر بنیادی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ خدا کا دیا ہوا علم وقانون گم ہو جاتا ہے اور مذہبی کاروباریوں کی اپنائی ہوئی ایک شریعت آہستہ آہستہ نشوونما پا جاتی ہے۔ معقولیت ختم ہوجاتی ہے اندھی عقیدتیں اور فضول اوہام ہر طرف چھا جاتے ہیں۔ استدلال غائب ہو جاتا ہے اور جذباتی ہیجان عقل کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ مذہب کا عوامی اور جمہوری مزاج کافور ہو جاتا ہے۔ اور ٹھیکیدار طبقہ کا تحکّم معاشرہ کے سینہ پر سوار ہو جاتا ہے حقیقی علم مٹ جاتا ہے۔ بات بات میں بڑے اینچ پینچ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اختلاف رائے کا حق قطعی طور پر سلب کر لیا جاتا ہے۔ اور ایک طبقہ کی اتھارٹی بے روک ٹوک نافذ ہوجاتی ہے۔ حق اور نیکی اور شرافت اور تقویٰ کا نام ونشان مٹ جاتا ہے اور مذہبیت ایک فریب کارانہ بہروپ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

جب کبھی مذاہب میں بگاڑ پیدا ہوا ہے تو ہمیشہ وہ اسی نہج پر ہوا ہے۔ جاہل عرب میں یہ بگاڑ بالکل اپنی انتہائی شکل پر پہنچا ہوا تھا۔ ایسی بگاڑ پر قریش کی مہنت گری اور مجاوری کی ساری گدیاں قائم تھیں۔ یہ زرخیز گدیاں اپنی بقا کے لئے اس بات کی محتاج تھیں کہ فاسد مذہبیت کے ڈھانچے کو جوں کا توں قائم رکھا جائے اور اس کے خلاف نہ کوئی صدائے احتجاج واختلاف اٹھنے دی جائے اور نہ کسی دعوت تغیر واصلاح کو اٹھنے دیا جائے۔ پس قریش اگر دعوتِ محمدی جیسی ''خطرناک'' رو کے خلاف تلملا کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو اور کیا کرتے۔

اور پھر حال یہ تھا کہ قریش کا کلچر نہایت فاسقانہ کلچر تھا۔ شراب اور بدکاری، جوا اور سودخواری، عورتس کی تحقیر وتذلیل اور بیٹیوں کا زندہ دفن کرنا، آزادوں کو غلام بنانا اور کمزوروں پر ظلم ڈھانا۔ یہ سب اس کلچر کے لوازم تھے۔ یہ کلچر قرنوں کی راسخ شدہ عاداتِ بد کا اور فخر آمیز قومی روایات بن جانے والی رسوم قبیحہ سے ترکیب پایا ہوا تھا۔ قریش کے لئے آسان نہ تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے اس آہنی تہذیبی قفس کو توڑ کر ایک نئی فضا میں پرواز کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہیں فوراً محسوس ہوگیا کہ دعوتِ محمدیؐ اُن کی عادات، ان کی خواہشات، ان کے فنونِ لطیفہ اور ان کے محبوب کلچر کی دشمن ہے چنانچہ وہ جذباتی ہیجان کے ساتھ اس کی دشمنی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

درحقیقت یہی وجوہ واسباب ہمیشہ دعوت حق کے خلاف کسی بگڑے ہوئے سماج کے اربابِ اقتدار اور مذہبی ٹھیکیداروں اور خواہش پرستوں کو متحدہ محاذ بنا کر اُٹھ کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

بعثت نبوی سے قبل ذہین لوگوں میں اُس مذہب، اُس معاشرے اور اُس ماحول کے بارے میں نومیس الہٰی کے تحت اضطراب پیدا ہو چکا تھا۔ اور فطرت انسانی اُس کے خلاف جذبۂ احتجاج کے ساتھ انگڑائی لے رہی تھی۔ ابھی اوپر جن حساس افراد کا ہم ذکر کر چکے ہیں ان کی روحوں کے ساز سے تبدیلی کا دھیما دھیما نغمہ بلند ہونے لگا تھا۔

قریش اپنے ایک بُت کے گرد جمع ہوکر تقریب عید منا رہے تھے۔ اس خداوندسنگی کی تعریف وتعظیم ہو رہی تھی۔ اس پر چڑھاوے چڑھائے جا رہے تھے۔ اُس کا طواف ہو رہا تھا۔ اور عین اس عالم میں چار آدمی یعنی ورقہ بن نوفل، عبیداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، زید بن عمر بن نوفل اس ہنگامۂ لایعنی سے بیزار الگ تھلگ بیٹھے ایک خفیہ میٹنگ کر رہے تھے۔ باہم دگر رازداری کا پیمان باندھنے کے بعد گفتگو ہوئی۔ ان لوگوں کے خیالات یہ تھے:

''ہماری قوم ایک بے بنیاد مسلک پر چل رہی ہے۔ اپنے والد ابراہیمؑ کے دین کو انہوں نے گنوا دیا ہے۔ یہ جس مجسمہ سنگی کا طواف کیا

جا رہا ہے۔ یہ نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ
نقصان پہنچا سکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے۔
ساتھیو! اپنے دلوں کو ٹٹولو تو خدا کی قسم تم محسوس
کرو گے کہ تمہاری کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ملک
ملک گھومو اور کھوج لگاؤ، دین ابراہیم کے
سچے پیروؤں کا"۔

(سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص ۲۴۲)

بعد میں ان میں سے ورقہ بن نوفل عیسائی ہوگیا۔ عبداللہ بن جحش عالم اضطراب میں پہلے تو اسلام لایا پھر اسی اضطراب کے عالم میں عیسائی ہوگیا۔ عثمان نے قیصر روم کے ہاں جا کر عیسائیت اختیار کر لی اور زید نے نہ یہودیت قبول کی نہ نصرانیت لیکن اپنی قوم کا دین ترک کر دیا۔ بت پرستی چھوڑ دی، مردار اور خون اور استھانوں کے ذبیحوں سے پرہیز شروع کر دیا۔ بیٹیوں کے قتل سے لوگوں کو باز رہنے کی تلقین کرتا رہا اور کہا کرتا:

"اعبد رب ابراہیم۔ میں تو ابراہیم کے رب
کا پرستار ہوں"۔

(سیرت ابن ہشام جلد ا ص: ۲۴۴)

میں نے بوڑھے سردار زید بن عمرو کو کعبہ کی طرف پیٹھ کر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا:

"اے قریش کے لوگو! قسم ہے اس ذات کی جس
کے قبضہ میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ میرے
سوا تم میں سے کوئی ابراہیم کے دین پر نہیں
چلا"۔ پھر کہنے لگا "اے خدا! اگر میں جانتا کہ
تجھے کون سے طریقے پسند ہیں تو میں ان ہی
طریقوں سے تیری عبادت کرتا لیکن میں نہیں
جانتا۔ پھر ہتھیلیاں ٹیک کر سجدہ کرتا"۔

(سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص: ۲۴۴)

اپنے ملنے والوں کے سامنے وہ اکثر یہ اشعار الاپتا:

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ
اَدِيْنُ اِذَا تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرُ
عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ

☆☆

عَجِبْتُ وَفِي اللَّيَالِيْ مُعْجِبَاتٌ
وَفِي الْاَيَّامِ يَعْرِفُهَا الْبَصِيْرُ
بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْنٰى رِجَالًا
كَثِيْرًا كَانَ شَانُهُمُ الْفُجُوْرُ
وَاَبْقٰى آخَرِيْنَ بِبِرِّ قَوْمٍ
فَيَرْبَلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِيْرُ
وَبَيْنَ الْمَرْءِ يَعْثِرُ يَوْمًا
كَمَا يَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمَطِيْرُ
وَلٰكِنْ اَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّيْ
لِيَغْفِرَ ذَنْبِيَ الرَّبُّ الْغَفُوْرُ
تَرَى الْاَبْرَارَ دَارُهُمُ الْجِنَانُ
وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيْرٌ

☆☆

وَاِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَهٗ
فَاِنَّ سَبِيْلَ الرُّشْدِ اَصْبَحَ بَادِيًا

بیچارے زید کی بیوی صفیہ بن الحضرمی ہمیشہ اُس کے پیچھے پڑی رہتی۔ بسا اوقات وہ خالص ابراہیمی دین کی جستجو کے لئے مکہ سے نکل کھڑے ہونے کا ارادہ کرتا لیکن اس کی جورو خطاب بن نفیل کو آگاہ کر دیتی اور وہ اسے دین آبائی کے چھوڑنے پر سخت وست کہتا۔ زید کی والہیت کا یہ عالم تھا کہ سجدہ گاہ کعبہ میں داخل ہوتا تو پکار اُٹھتا:

"لبیک حقا حقا تعبد او رقا" یعنی اے

خداوند برحق میں تیرے حضور میں اخلاص
مستعانہ عبادت گزارانہ اور غلامانہ انداز سے
حاضر ہوں"۔
پھر کہتا:
"میں کعبہ کی طرف منہ کر کے اسی ذات کی
پناہ طلب کرتا ہوں جس کی پناہ ابراہیم علیہ
السلام نے ڈھونڈی تھی"۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، ص:۲۴۸)

خطاب بن نفیل زید کے در پے آزار رہا۔ یہاں تک کہ مکہ کے اوپر والے حصہ کی طرف شہر بدر کر دیا اور زید نے مکہ کے سامنے حراء کے پاس جا دھونی رمائی ۔ پھر خطاب نے قریش کے چند نوجوانوں اور کچھ کمینہ خصلت افراد کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا اور ان کو تاکید کی کہ خبردار اسے مکہ میں داخل نہ ہونے دو۔ چنانچہ زید اگر کبھی آیا تو چھپ چھپا کر اور اس پر بھی اگر پتہ چل جاتا تو خطاب اور اس کے رضا کار اُسے کھدیڑ دیتے اور اُسے دین کو بگاڑ دینے کا مجرم جانتے ہوئے نہایت نفرت کے ساتھ اسے دُکھ دیتے تھے۔

چنانچہ تنگ آ کر اس نے وطن چھوڑا اور موصل، الجزیرہ اور شام وغیرہ میں بے آمیز ابراہیمی دین کی جستجو میں مارا مارا پھرتا رہا۔ آخر کار وہ دمشق کے علاقۂ بلقاء میں ایک صاحب علم راہب کے پاس پہنچا اور اس سے گم گشتہ مسلک ابراہیمی کا سراغ پوچھا۔ راہب نے کہا:

"آج تجھے اس مسلک پر چلنے والا کوئی ایک
متنفس بھی نہ ملے گا۔ البتہ ایک نبی کے ظہور کا
وقت آ پہنچا ہے ۔ جو اسی جگہ سے اٹھے گا
جہاں سے نکل کر تو آیا ہے۔ وہ دین ابراہیمی
کا علمبردار بن کر اُٹھے گا۔ جا کر اس سے مل۔
ان دنوں اس کی بعثت ہو چکی ہے۔

زید نے یہودیت ونصرانیت کو خوب دیکھ
بھال لیا اور ان کی کوئی چیز ان کے دل کو نہ
لگی۔ وہ راہب کی ہدایت کے مطابق مکہ کی
طرف لپکا۔ بلادِ لخم میں لوگوں نے اس کو قتل
کر دیا۔ (ابن ہشام)

ورقہ بن نوفل نے بڑے دردناک اشعار الاپتے ہوئے اظہار درد کیا:

فَـاَصْـبَـحَـتْ فِيْ دَارِ كَـرِيْمٍ مَقَـامُهَـا
تُـعَـلَّـلُ فِيْهَـا بِـالْكَـرَامَةِ لَاهِيَـا
تُلَاقِيْ خَلِيْـلَ اللّٰـهِ فِيْهَـا وَلَمْ تَكُنْ
مِنَ النَّـاسِ جَبَّارًا اِلَى النَّـارِ هَادِيَا
وَقَـدْ تُـدْرِكُ الْاِنْسَـانَ رَحْـمَةُ رَبِّـه
وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ وَادِيَا

اس کے بیٹے سعد اور حضرت عمرؓ بن الخطاب نے زمانۂ اسلام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم زید کے لئے دعائے مغفرت کر سکتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"ہاں"۔

فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ اُمَّةً وَحْدَهٗ. اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ایک مستقل جداگانہ امت کی حیثیت سے کھڑا کرے گا۔

مدعا یہ کہ ایک شخص کو جہاں تک اس کی فطرت سلیم سے رہنمائی مل سکتی تھی۔ اس نے شرح صدر کے ساتھ اسے قبول کیا اور پھر وہ ہدایت قلبی کی طلب میں مارا مارا پھرا اور بالآخر وہ سرچشمۂ رسالت کی طرف دوڑا چلا جا رہا تھا کہ اسی راہ جستجو میں شہید ہوا۔

اس طویل بیان سے یہ حقیقت سامنے لانی مقصود ہے کہ تاریخ ایک موڑ مڑنے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔ روح معاشرہ ایک نئی کروٹ لینا چاہتی تھی۔ انسانی ضمیر ایک شدید اضطراب سے دوچار تھا مگر فطرت کی ڈھندلی رہنمائی کے سوا کوئی

اور روشنی موجود نہ تھی۔ اوپر سے فاسد مذہبیت اور اندھی رسمیت کا ماحول ایک آہنی خول کی طرح سے انسانی خودی کو بھینچے ہوئے تھا۔ جمود نے زندگی کے سمندر پر یخ کی ایک موٹی تہ مسلط کردی تھی کہ جس کو توڑ کر کسی موج کے لئے اوبر آنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ حساس افراد یا تو مسلک نصرانیت کی منزل پر رُک گئے۔ جس کے لئے ماحول میں گنجائش تھی۔ یا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن اس کے خلاف جہاد کا آغاز کرنا بڑے دل گردہ کا کام تھا۔

مذکورہ بالا افراد (ورقہ، عثمان، زید، عبید اللہ) میں بغاوت کی لہر اٹھی تھی۔ ان میں سے صرف زید نے اتنا کس بل دکھایا کہ حرم میں بیٹھ کر خدائے واحد کو پکارا اور قریش کے سامنے بت پرستی سے تبریٰ کیا۔

لیکن زید بھی ایک اظہار اضطراب اور ایک اعلان احتجاج سے زیادہ کچھ نہ کر سکا۔ کیونکہ اس کے سامنے کوئی واضح اور مثبت اور مکمل نظریہ ومسلک نہ تھا جسے وہ بنائے دعوت وتحریک بنا سکتا۔ پھر بھی مکہ نے ان کے وجود کو برداشت کرنے سے انکار کردیا۔

تاریخ میں جس انقلابی قوت کو مانگ رہی تھی۔ وہ اپنے ٹھیک تمدنی موسم نمو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں کونپل نکالتی ہے۔ آپ ایک منفی صدائے احتجاج بن کر اور اپنے انفرادی ذہن وکردار کی فکر لے کر نمودار نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک جامع اور مثبت نظریہ ومسلک کے ساتھ ساری قوم اور سارے ماحول کی اجتماعی تبدیلی کے لئے میدان میں اُترے۔ اس جرم کو بھلا کیسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا جاسکتا تھا۔

قطب دوراں غوث زماں

حضور سید ذوالفقار علی قمر جعفری مداریؒ

کے سالانہ عرس پاک کی تقریبات

مورخہ ۱۲؍دسمبر ۲۰۲۲ء مطابق ۱۷؍جمادی المدار

وقت دن میں ۱۲؍بجے سے عصر تک

جملہ وابستگان سلسلہ وقاریہ مداریہ کی جانب سے تمام عالم اسلام کو

۶۰۶ ویں عرس مدارالعالمینؒ

کی دلی مبارکباد پیش ہے

آدابِ حاضری دربارعالیہ مداریہ

از۔ مفتی محمد اسرافیل حیدری

حضور سیدی سید قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری کا ایک خاص دستور ہے، یہاں نہایت ادب ضروری ہے، نگاہ نیچی ہو، مدار پاک کا تصور ذہن وفکر پر مسلط ہو، یہ یقین ہو کہ قطب المدار خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے ظہور انوار ذات کا مرکز ہوتا ہے، وہ نائب رسالت ہوتا ہے، وہی منظور نظر الٰہی ہوتا ہے، حق تعالیٰ کا فیض اسی کے واسطے سے عالم اور سارے جہاں کو پہنچتا ہے۔ وہ جہاں قدم رکھ دیتا ہے وہ جگہ بقعۂ رحمت اور مہبط فیضان بن جاتی ہے، برکات وانعامات الٰہیہ کا نزول ہونے لگتا ہے، عارف باللہ امام شعرانی قدس سرہ النورانی کے اس مشاہدہ پر یقین جمائے ہو کہ

,,رُوحَانِیۃُ الْوَلِیِّ اذَا دَخلَ مَکَاناً اَوْ مَشیٰ فِی الْاَرْضِ تَبْقَیٰ تلک الروحانیۃُ فی ذالک المکانِ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ کما یشھدہ اَرْبابُ القلوبِ فَکَیْفَ فِی الْمَکانِ الَّذِی کَانَ مَسْکَنَ الولیِّ لیلاً و نھاراً "یعنی ولی کی روحانیت کی یہ شان ہے کہ جب وہ کسی مکان میں داخل ہوتا ہے یا کسی سرزمین میں قدم رنجہ ہوتا ہے تو اس کی روحانیت کی برکت اس مکان میں چھ ماہ تک بنی رہتی ہے جیسا کہ ارباب قلوب کا مشاہدہ ہے تو کیا عالم ہوگا اس مکان شریف کا جہاں دن رات اللہ کے ولی کا قیام رہتا ہے"

بغیر طہارت یہاں حاضری نہ ہو، اور زائر کو یہ تصور قائم رہے کہ یہ وارث سرکار رسالت ہیں ممکن ہے کہ ملٰئکہ بھی ان کے مزار کے گرد ہوں، اور کم از کم یہ تو طے ہے کہ درگاہ کا حرم مقدس ممرِّ اولیائے کرام و گزرگاہ صلحائے عظام ہے ممکن ہے کسی کے نشان قدم پر قدم پڑ جائے تو نجات اخروی کا سبب بنے اس لیئے بڑے وثوق واعتماد اور یقین واستناد کے ساتھ قدم بڑھائے۔

فتاویٰ رضویہ میں تیسیر شرح جامع صغیر کے حوالے سے ہے

کہ "اِنَّ لِلّٰہِ عِبَاداًاِذَا نَظَرُوا اِلیٰ اَحَدٍاَکسَبُوہ سعادۃَالابَدِ " یعنی اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب ان کی نگاہ کسی پر پڑ جاتی ہے وہ اسے ہمیشہ کی سعادت عطا فرما دیتے ہیں۔۔۔۔

اولیاء اللہ وارثان سرکار رسالت ہیں۔ ممکن کہ ملئکہ ان کے مزارات کے گرد بھی ہوں اور ایسے امور میں علم درکار نہیں۔

تعرض نفحات کی شان یہ ہے کہ، شاید، و 'لعل' پر ہو، مع ھٰذا مزارات اولیائے کرام ہر جانب سے ممرّ صلحائے عظام ہوتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ حضور ایک جگہ قیام کیوں نہیں فرماتے شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں دورے کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس امید پر کہ کسی بندۂ خدا کے نشان قدم پر قدم پڑ جائے تو میری نجات ہو جاوے، جب نبی اللہ و رسول اللہ کہ خمسۂ اولوالعزم میں ہیں صلوٰت اللہ وسلام علیہم کہ ان کا یہ ارشاد تواضع ہے، تو ہم تو سخت محتاج ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۹۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یہ دیار محبت ہے یہاں قدم قدم سنبھال کے رکھے، طہارت کے ساتھ حرم اول میں داخل ہو، یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں اس قطب المدار کے آستانہ پر حاضر ہوں جو دل کی دھڑکنوں سے بھی آگاہ ہے، یہاں چپہ چپہ رحمت و نور کی بارش ہو رہی ہے، رجال الغیب کا ہر جگہ حصار ہے، صاحب مزار کا تصرف بہت قوی ہے، وہ ہمارے حال واحوال سے واقف ہیں، باب حرم سے داخل ہو تو کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے دہلیز کو باادب عبور کرے حرم ثانی میں مزارات مقدسہ کو سلام پیش کرتے ہوئے سیدھے حرم دربار میں داخل ہو، اورنگی جالی کے قریب جائے جو مغرب کی سمت ہے، اسے گروہ طالبان کی جالی بھی کہتے ہیں اور سلام پیش کرے، "السلام علیک یا فضلَ الله، یاسیّدُ بدیعَ الدینِ قطبُ المدارِ شَیئاً لِلّٰہِ، پھر فاتحہ پڑھے، طریقۂ ختم خواجگان مداریہ فاتحہ میں متعدد سورتیں جو یاد ہوں پڑھے سورۂ زلزال اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (۱) وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (۲) وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (۳) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (۴) بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (۵) يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ (۶) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (۷) وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (۸)، دو مرتبہ اور سورۂ کوثر اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ (۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۳). ایک مرتبہ وسورۂ کافرون

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (١) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (٢)
وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (٣) وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا
عَبَدْتُّمْ (٤) وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ (٥) لَكُمْ
دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (٦). ایک مرتبہ کے بعد سورۃ
اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (١) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ
يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ (٣) وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ (٤) ۱۱ مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد سورۃ فلک قُلْ
اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (١) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (٢) وَ
مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ (٣) وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِي الْعُقَدِ (٤) وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (٥)
ایک بار سورۃ ناس قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (١)
مَلِكِ النَّاسِ (٢) اِلٰهِ النَّاسِ (٣) مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (٤) الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ
صُدُوْرِ النَّاسِ (٥) مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (٦) ایک
بار سورۃ فاتحہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (١)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (٢) الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ (٣) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (٤) اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (٥) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ (٦) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ (٧) ایک
بار سورۃ بقر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ (١)
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى
لِّلْمُتَّقِيْنَ (٢) الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (٣) وَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (٤) اُولٰٓئِكَ
عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ (٥) مفلحون تک اس کے بعد
وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اِلٰى آخرہ پڑھے پھر درود
ابراہیمی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ
إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ

مَجِیدٌ اوردرود مداری پڑھے اور، ختم خواجگان مدار یہ
کرے۔اوردعائے حاجات پڑھے. پھر دونوں ہاتھ
اٹھاکرنذرپیش کرے۔یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا
دَایِمُ یَا قَدِیمُ یا اَحَدُ یا وَتُرُ یا فَرْدُ یا صَمَدُ یا
مَنْ لَمْ یَلِد وَلَم یُولَد وَلَم یَکُن لَهُ کُفُواً اَحَدٌ یا
حَیُّ یا قیومُ برحمتک یا ارحم الراحمین یا
واسع یا باسط یا رزاق یا ذاالفضل الکریم یا
غنی یا مغنی یا رب العالمین
الہ العالمین جو کچھ پڑھا وہ تیرے حبیب کی بارگاہ میں
نذر ہے قبول ومقبول فرماان کے صدقے جملہ انبیاء و
مرسلین علیہم الصلوات والتسلیم کی بارگاہوں میں نذر
ہے قبول ومقبول فرمااورانکے طفیل اولاد پاک رسول
علیہ الصلاۃ والسلام وخلفائے راشدین سابقین اولین و
حضرات حسنین کریمین وازواج مطہرات، واصحاب
بدرواحد وعشرہ مبشرہ وجملہ صحابہ وصحابیات وشہدائے
کربلاء وتابعین وتابعات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
کی ارواح طیبات کونذرپیش کرتے ہیں قبول ومقبول
فرما.
خصوصاً تیرے محبوب کے سلسلے کے جمیع مشائخ وخصوصا
قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مداراوران
سے منشعب سلاسل حقہ ہفت گروہ کے مشائخ خادمان
دیوانگان عاشقان، طالبان، حسامیان، اجملیان و
مخدومیان کے جملہ مشائخ کونذرقبول ومقبول فرمااور
میری میرے والدین، عزیز و اقارب، اور محبین و
متوسلین کی مغفرت فرماکراپنی خوشنودی عطا فرما، بحق
سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین یارب العالمین
یہ سجادہ نشین حضرت سید محمد مجیب الباقی مداری وخواجہ سید
مصباح المراد مداری کے خانوادے کا معمول ہے. اور
شیخ المشائخ سید انتخاب عالم ابن حضرت سید خورشید
عالم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر جالی پر ہفت اسمائے
طبقاتی جوتحفۃ الابرار میں بھی منقول ہیں ان کے ساتھ
اس طرح سلام پیش کرے السلام علیک یا نجمَ
اللہ.السلامُ علیک زینَ اللہ السلام علیک
یا صبغۃَ اللہِ السلامُ علیکَ یا فضلَ اللہِ
السلامُ علیکَ یا فریدَ اللہِ السلامُ علیکَ یا
مُجتَمَعَ اللہِ السلامُ علیکَ یا بدیعَ اللہِ
لیکن اس سے پہلے دعائے محمودی کا یہ حصہ دعا میں
ضرور شامل کرے اَنتَ سیدی و مولائی ,,اِنّی
عَاجِزٌ فی کل شیءٍ یا رئیس المدار، انی
جاھل فی علم اللہ تعالیٰ اعطنی علما نافعا یا
مولانا المدار انی فقیر غریب کلب مضطر
انت غفور اشفق علیَّ بحرمتک یا سیدی

المدار یا نورُ یا مُنوّرُ یا حافظ خُذْ بیدی یا سلطان المدار یا ولی یا بدیع خذ بیدی یا سید المدار یا مُشفق المدار یا مدار شیخونا یا مدار هَنجَلیشَا یا مدارَ الاتْقیاء اَحیِنی اَیَا هِیطَ یا مدارَ السِّلمِ تَغِیطَ یا مدارَ الجبالِ یا مدار الأنهمون یا مدارَ الأکلیل یا مدارَ البطوشا یا مدار الحق بالمقتدر یا مدار مفرد یا مدار صمد یا مدار وَطَالَ.

تحفۃ الابرار ومناجات مداریہ

تحفۃ الابرار مولفہ ۱۶۱۶ء

میں ہے درگاہ عالیہ مداریہ میں مناجات اس طرح پڑھے۔

مناجات بدرگاہ قطب المدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَللّٰہُ

یااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ

یا مدارُیَا مَدارُ یامُنِیرَ المدَارِ،یَا مُنِیرَ المنیرِ یَا بَرقَلِیطَس،یَابَرفَلِیس یا اِهیاً یا اِشرَاهَیاً، اٰذونی اَصبَاؤتُ اَصبَاؤتُون یا مَدارَالذی لا بِدَایَۃَ لِذاتِہٖ و لا نہایَۃَ لِصِفَاتِہٖ یا مدارَالدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ یا مدارَ السمٰوٰاتِ وَالاَرْضِینَ یا مدارَالاَروَاحِ ورُوحِ الاَمِینَ ویا مدارَالملٰئکۃِ المقربین..

یا قطبُ المدار اِنِّی عاجزفی کلِّ شیء یا رئیسُ المدار إنی مَردُودٌخُذْبیدی یا سلطانُ المدار اِنّی فقیرٌ فی الفَقرِ الظاهرِ اِئتِنِیْ غِنَی الظَاهِرِ وَالبَاطِنِ یا شیخُ المدارُ اِنِّی محجوبٌ فی المقاماتِ والمُشاهداتِ إئتنی مقاما مشاهدا ویا علماء المدارانی جاهل بعلم اللہ تعالی علِّمنِی علماًنافعاًبرحمتک یا ارحمَ الراحمین

۔۔۔۔۔۔۔۔پھر درود مداری پڑھتا ہوا سرہانے کی جالی پر جائے جسے گروہ دیوانگان کی جالی بھی کہتے ہیں اور ہفت اسمائے طبقاتی کے ذریعہ سلام پیش کرے پھر یہ پڑھے السلام علیک یا حضرت رجال الغیب یا السلام علیک یا ارواح المقدس و یا ارواح المطہر یا عباد اللہ اعینو نی بقوۃ فانظرونی بنظرۃ یا رقباء یا نجباء،یا اخیار،یا سیاح یازہاد یا عباد یا ابدال یا اوتاد یا غوث یا قطب یا قطب القطاب یا صمد یا مدار اعینو نی اعینو نی اعینو نی اغیثو نی اغیثو نی اغیثو نی بحق ایاک نعبد وایاک نستعین وبحق سیدنا محمد والہ،

درود مداری

درود مداری یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَآلِہِ المَدَارِ البَدِیعِ الکَرِیمِ اِبنِ الکَرِیمِ وَبَارِک وَسَلِّم"

قمر المشائخ وارث ابوالوقار حضور سیدی و مرشدی سید ذوالفقار علی قمر قصوری مداری قدس سرہ العزیز و حضور سیدی ظہیر المشائخ سید ظہیر المنعم المعروف بہ بتن میاں طیفوری قدس سرہ النور اور حضور سیدی بابا ولی شکوہ ارغونی قدس سرہ فرماتے تھے کہ اس درود شریف کو اگر معمول میں رکھو گے، اور کثرت سے پڑھو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ حضور مدار پاک کی زیارت مقدسہ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ (ان تینوں بزرگوں کی بیشمار نوازشات اور عنایتیں اس فقیر مداری ابوالحماد حیدری پر رہیں)

اور اگر یاد ہو تو دعائے بشمخ شریف پڑھے۔ اور دعائے بشمخ شریف یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

اَللّٰھُمَّ یَا بَشْمَخُ بِشْمُخُ ذَالَاھَامُو شِیْطِیْثُونْ.

اَللّٰھُمَّ یَاذَانُوْ مَلْخُوْثُوْ دَمُوْثُوْ دَائِمُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَاخِیْثُوْ مَیْمُونَ اَرْقِشْ دَارَ عِلْیُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَارَحْمِیْثَا رَحِلِیْلُونَ مَیْتَطِرُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَارَخِتِیْثُوْ اَخْلَاق اَخْلَاقُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَارَحِمِیْثُوْ اَرْخِیْمَا اَرْخِیْمُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا اِھْیَا اِشْرَاھِیَا اَذُوْنِیْ اَصْبَاؤُثُوْ اَصْبَائُثُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا اَرْغِشْ اَرْعِیْ تَطْلِیْثُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا اَشْبَرْ اِشْبَرْ اَسْمَائُاَسْمَائُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا مَلِیعُوْثَا اَمْلِیْخَا مَلْخَامَلْخُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا عَلَّامُ اَرْعِدَا رْعِیْ یَذْنُوْنْ،

اَللّٰھُمَّ یَا مَشْمَخُ مَشْمَخِیْثَا مَتْلَامُوْنْ،

اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (۸۲) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (۸۳٪)

انتخاب المشائخ موصوف نے اپنی مجلسی گفتگو میں فرمایا کہ دعائے بشمخ شریف پڑھنے سے قبل اس کا حصار ضرور پڑھے، اس میں اسماء جلالی ہیں اور احتیاط لازمی ہے اس لیئے دعائے حصار ضرور پڑھ لے دعائے حصار حضرت انتخاب المشائخ موصوف کے خلیفہ صوفی قاری افتخار علی بہرائچی نے رسالہ حجۃ النجات میں نقل فرمایا ہے اور سیر المدار کے مصنف نے بھی یہ حصار سیر المدار میں درج کیا ہے۔

حصار دعائے گنج شریف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرحيم

اَللّٰهُمَّ يَاحَافِظَ نُوۡحٍ فِي الۡمَاءِ وَيُوۡسُفَ فِي الۡبِئۡرِ وَاَيُّوبَ فِي الضَّرِّوَمُوۡسٰى فِي الۡيَمِّ وَعِيۡسٰى فِي الرَّحۡمِ وَيُوۡسُفَ فِيۡ بَطۡنِ الۡحُوۡتِ وَاِبۡرَاهِيۡمَ فِي النَّارِ وَاِسۡمٰعِيۡلَ تَحۡتَ السِّكِّيۡنِ وَمُحَمَّدٍ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِي الۡغَارِ اِحۡفَظۡنَا مِنَ الۡاَعۡدَاءِ وَالۡحُسَّادِ،اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ وَآلِهِ الۡمَدَارِ الۡبَدِيۡعِ الۡكَرِيۡمِ،وَاُفَوِّضُ اَمۡرِيۡ إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيۡرٌ بِالۡعِبَادِ وَإِذَا سَالَكَ عَنِّيۡ فَإِنِّيۡ قَرِيۡبٌ اُجِيۡبُ دعوة الداع إذا دعان فليستجيبوا إلى واليؤمنوابى،لعلهم يرشدون عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا إلا من ارتضى من رسول فإنه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا أو من وراء حجاب أو يرسل رسولا فيوحى بإذنه مايشاء إنه على حكيم،وكذلك أوحينا اليك روحا من أمرنا ماكنت تدرى ماالكتاب ولاالايمان ولكن جعلناه نورا نهدى به من نشاء من عبادنا وانك لتهدى إلى صراط مستقيم صراط الله الذى له ما فى السموت وما فى الأرض،ألا إلى الله تصير الأمور،حسبى ربى جل الله مافى قلبى غير الله،نورمحمد صلى الله،لا إله إلا الله محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وصلى الله تعالى عليه وعلى خير خلقه سيدنا محمد وآله وأصحابه وأتباعه أجمعين والحمد لله رب العالمى

اس کے بعد اختتامِ دعائے گنج پڑھے

اختتامِ دعائے گنج

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يا اَللّٰهُ اَنۡ تَحۡفِظَنِيۡ مِنۡ كُلِّ بَلَاءٍ وآفَةٍوَعَاهَةٍوَوَجۡعٍ وَمِنۡ كُلِّ عِلَّةٍ وَبَلِيَّةٍ وَمِنۡ كُلِّ فِتۡنَةٍ وَشِدَّةٍ وَزِلۡزَالٍ وَزَلۡزَلَةٍ وَمِن كل شرالانس والجن ومِنۡ كُلِّ شَرِّ السُّلۡطَانِ الۡجَابِرِ ومِنۡ كُلِّ حاسِدٍ اذا حسد اٰلٰهى بحقِّ هٰذهِ الأسماءِ الۡعِظَامِ وَبِحَقِّ يا هُو وَبِحقِّ يا من لا الٰه إلا هو احفظنى مِنۡ جَميعِ البلاءَ والأفاتِ والامراضَ بحق سيدنا محمدٍ سيدِ الانبياءِ وَالۡمُرسَلِينَ وعلى آلِه وَأصحابِه أجۡمَعِينَ برحمتك يا ارحم الراحمين اَجِبۡ يابَرهائيلُ يا برقائيلُ يا

بَـرِيـوشُ سَـامِـعـاً مُطِيعاًبِحَقِّ هٰذِهِ الأَسماءِ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَاتِي يا رَبَّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد مشرقی جالی پر آئے جسے ارغونی جالی اور خادمان جالی بھی کہتے ہیں،

وہیں "جنتی دروازہ" بھی ہے،اسی لئے اسے جنتی جالی بھی کہتے ہیں، یہ دعا کا خاص مقام ہے،اس جالی پر جا کر کہے اَلسَّـلامُ عَـلَـيْـکَ يـا نجمَ اللهِ، پھر درود مداری ۱۱/گیارہ بار پڑھے اور اپنا مدعا عرض کرے اور حضور مدار پاک کے وسیلے سے اپنے رب تعالیٰ سے خوب دعائیں کرے۔

پھر پائینتی جالی پر کھڑے ہوکر یامَـجـمَـعَ الـلّـٰـهِ يَـا عبدَاللهِ زندانَ الصفوف ۱۱ /گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ درود مداری کبیر پڑھے اسے درود محمودی بھی کہتے ہیں

درود مداری کبیر

یہ درود شریف حضرت قاضی سید محمود الدین کنتوری سے منقول ہے۔حصول برکات،فراخیٔ رزق،طلب اولاد اور زیارت قطب المدار کے لئے اسے مجرب کہا گیا ہے۔ خاصان بارگاہ اسے "باب مراد" کے پاس" دریچہ نور سے بائیں طرف پڑھتے ہیں۔مہتمم درگاہ عزیزی سید موجود عالم میاں مداری کی اجازت سے بغرض افادہ پیش خدمت ہے یہ بہت ہی نافع و بابرکت ہے۔

درود مداری کبیر یہ ہے

اَلـلّٰـهُمَّ يَاحَيُّ يَا قَيُّومُ يَا سُبُّوحُ يَا قُدُّوسُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُـفُـوًا اَحَـدٌ، يَانُوْرُ يَامُنَوِّرُ يَاهَادِیُ يَا حَافِظُ يَا بَـدِيْـعُ يَـا رَفِيْـعُ يَـا رَحْمٰنُ يَـا رَحِيْمُ يَـااَرْحَمَ الـراحِـمِيْـنَ يَـا سَـرِيْـعُ يَاحَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ الـسَّـمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَـا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ يَـابَـدِيْـعَ الْـعَـجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَابَدِيْعُ يَاذَالْفَضْلِ الْـعَظِيْمُ اَللّٰهُمَّ يَا هُوَ هُوَ هُوَ يَامَنْ هُوَ هُوَ يَا مَنْ لَااِلٰـهَ اِلَّا هُوَ وَ يَامَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّـمْ وَ بَارِكْ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ وَ نُوْرِ الـنُّـوْرِ وَ سُرُوْرِ السُّرُوْرِ وَرُوْحِ الرُّوْحِ وَ مـفـتـاحِ الْخَزَائِنِ الْاِلٰهِيَّةِ وَمُخْتَارِ الْحَضْرَةِ الاَ حَـدِيَّةِ وَعَـرُوْسِ الْـمَـمْـلَكَةِ الرَّبَّانِيَةِ صَاحِبِ الْـجِسْـمِ الْـمُـعَنْبَرِ الْمُعَطَّرِ الْمُقَدَّسِ الْمُطَهَّرِ الْـمُنَوَّرِ الْمِسْكِيِّ النَّبِيِّ الْاِ مِّيِّ سَيِّدِنَا وَ سَنَدِنَا وَ شَيْـخِـنَـا وَ شَفِيْعِنَا وَ غَيَاثِنَا وَ مُغِيْثِنَاوَ اَوَّلِيْنَا وَ مَـوْلَانَـا الْـسُّـلْطَانُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدَ نِ الْاَ حْمَدِ وَ اَصْـحَابِهِ الْاَ خْيَارِ وَ آلِهِ الْا طْهَارِ لَا سِيَّمَا عَلٰى

هٰذَا الْوَلِیِّ الْنُّورِیِّ اَعْجَبِ الزَّمَانِ وَ اَغْرَبِ الْمَکَانِ اَعَزِّالْعِزَّةِ فِی الْفُوَادِ وَالْاَ کْبَادِ وَاَحَبِّ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ سَنَدِنَا عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَ بَرْدِالْحَدَائِقِ الْعِطْرِیَّةِ سَیِّدِنَا الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ جَامِعِ الْاَسْرَارِ مَجْمَعِ الْاَنْوَارِ کَاشِفِ الرُّمُوْزِ وَ الْاَسْتَارِ مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ مَصْدَرِ الْغَرَائِبِ نَجْمِ شَرِیْعَةِ اللّٰهِ زَیْنِ مِلَّةِ بَیْضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَظْهَرِ جَمَالِ اللّٰهِ وَ مَنْبَعِ کَمَالِ اللّٰهِ قُطْبِ الْاِرْشَادِ قُطْبِ النِّظَامِ قُطب الاعظم قُطْبِ الاکبر قُطْبِ

الْوَحْدَةِ فَرْدِ الْاَفْرَادِ الَّذِیْ هُوَوَرَاءِ الْوَرَاءِ اَرْفَعِ الْمَدَارِجِ سَیِّدِنَا وَ شَیْخِنا وَ شَفِیْعِنَا وَ غَیَاثِنَا وَ مُرْشِدِنَا وَ هَادِیْنَا وَ حَامِیْنَا وَ اٰخِذِ حُجَزِنَا وَاَیْدِیْنَا الْاِمَامِ مَوْلَانَا الْسُّلْطَانِ اَبِیْ تُرَابِ سَیِّدِیْ اَحْمَدَ بَدِیْعِ الدِّیْنِ قُطْبِ الْمَدَارِ الْحَسَنِیْ وَ الْحُسَیْنِیْ الْحَلَبِیِّ وَ الْمَکْنُفُوْرِیِّ مَحْبُوْبِ الرَّسُوْلِ الْهَاشِمِیِّ الْاَبْطَحِیِّ الْمَکِّیِّ الْتِّهَامِیِّ الْمَدَنِیِّ عَدَدَخَلْقِکَ وَرِدَادَنَفْسِکَ وَ مُرَادَ کَلِمَاتِکَ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ مَّاوَسِعَه عِلْمُکَ وَفَضْلُکَ وَوَصْلُکَ وَجُوْدُکَ و کَرَمُکَ وَ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍیَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس کے بعد استغفار پڑھے۔ یہ

استغفار افضل اور اسم اعظم پر مشتمل ہے، حدیث شریف میں ہے اگر سمندر کی آگ کے برابر گناہ ہوں اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ سب معاف فرمادیگا۔

استغفار۔

" اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ "

اور اپنے مقاصد بیان کرے سرکار مدار کے وسیلے سے رب تعالیٰ سے دعا کرے، اگر کسی پیر طریقت سے بیعت ہے تو اپنے مشائخ کا شجرۂ طریقت پڑھے میرا شجرۂ طریقت یہ ہے

دعائے ابدال

دعائے ابدال یہ ہے:

یَا لَطِیْفُ بِخَلْقِهٖ یَاعَلِیْمُ بِخَلْقِهٖ یَا خَبِیْرُ بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ! اُلْطُفْ! اُلْطُفْ یَا لَطِیْفُ، یَاعَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ.

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ

الـمَعبُودِ سُبحَانَ المَلِکِ المَوجُودِ سُبحَانَ
المَلِکِ الـمَقصُودِ سُبحَانَ المَلِکِ الحَیِّ
الَّذِی لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا
وَرَبُّ المَلٰئِکَةِ وَالرُّوحِ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعبُدُ
وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ

پھراس کے بعد یہ دعامانگے۔

اَللّٰهُمَّ احفَظنَا مِن کُلِّ بَلَاءِ الدُّنیَا وَعَذَابِ
الاٰخِرَةِ بِحُرمَةِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَآلِهٖ وَ بِحَقِّ
السَّیِّدِ الشَّاهِ بَدِیعِ الدِّینِ المَدَارِ

الوداعی سلام کرتا ہوا حرم سے باہر نکل جائے

طالب دعا خاکپائے آستانہ قطب المدار

ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

دارالنور مکن پور شریف 9793347086

سالانہ عرس شکوہی

قطب زماں ولی کامل حضور

سید محمد ولی شکوہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

بتاریخ ۱۱ ردسمبر ۲۰۲۲ء مطابق ۱۶ ر جمادی المدار

صبح ۹ ر بجے سے ظہر تک منایا جائیگا

تمام وابستگان سلسلہ شکوہیہ مداریہ کی جانب سے ہم

ادارہ رہبر نور کو عرس مدار العالمین رضی اللہ عنہ

کے ۶۰۶ ویں عرس

کی مبارکباد پیش کرتے ہیں

سید شادان شکوہ جعفری مداری

قطعہ

عظیم مرتبت وذی وقار کا دامن
نصیب ہے بڑے با اختیار کا دامن
ہمیں حوارث دوراں ستا نہیں سکتے
ہمارے سر پہ ہے قطب المدار کا دامن

قطعہ

تجھی سے عشق وفا کا ہمیں جنون ملا
تری رگوں میں ہمیں فاطمہ کا خون ملا
عجب اثر ہے ترے نام میں خدا کی قسم
ادھر مدار کہا اور ادھر سکون ملا

606 Years old

URS-E MADARUL ALMIN

CONGRATULATION TO ALAM-E ISLAM

۶۰۶ ویں
عرس مدار العالمین رضؓ کی

مبارکباد پیش کرتے ہیں

AL-MADAR OFFSET, KANPUR

Prop. Mohd. Asim

M. 8795601301

شیخ کامل تاج الاصفیا صوفی باصفا

حضور سید افسر علی جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ

کے سالانہ عرس کی

بتاریخ ۱۷/جمادی المدار ۱۲/دسمبر ۲۰۲۲ء

ہم سب وابستگان سلسلہ تاج الاصفیا "ادارہ رہبر نور" اور تمام عالم اسلام

کو عرس قطب المدارؓ کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

مولانا سید ازبر علی جعفری مداری

(یادِ رفتگاں)

ازقلم: مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی
الجامعۃ المداری عربی کالج، بلرام پور، یوپی

بروز منگل بتاریخ .... بوقت غروب آفتاب آفتابِ مداریت ڈوب گیا۔ ہر طرف غم والم کا اندھیرا چھا گیا دردوکرب کے سمندر میں پورا شہر بریلی ڈوب گیا جس آفتاب ضیاء بار نے اپنی کرنوں سے ہر طرف اپنی روشنی سے اندھیروں کو دور کیا تھا اور حق وہدایت کی روشنی سے پورا ماحول پرنور کررہا تھا یکا یک چاروں طرف اُداسی اور بے کیفی اندھیرے کا ماحول پیدا ہوگیا۔ اعلان عام ہوگیا افسوس حضور فاتح اجمیر حضرت شیخ طریقت علامہ الحاج سید محمد مرغوب صاحب قبلہ کا وصال ہوگیا ہے اس قیامت خیز خبر سے پورا ملک وملت سوگوار ہوگیا، سبھی اہل عقیدت پر بجلی سی گرگئی کسی کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا آخر یہ کیا ہوگیا ہے۔ قدرت نے یہ کیسا فیصلہ کردیا ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں جن کیلئے علامہ اقبال نے بہت پہلے کہا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

صدیوں کے بعد چمنستان اسلام میں ایسے پھول کھلتے ہیں جن کی مہک سے ایک عالم معطر رہتا ہے جس کی مہک نہ کہ صرف چمنستان تک رہتی ہے بلکہ اپنے دور دور تک مہکاتی ہے۔

میں کیا لکھ رہا ہوں مجھے پورا ہوش نہیں ہے نہ قلم پر قابو ہے نہ خیالات پر اختیار ہے اس لئے کہ اس وقت مجھ سے میرا ایسا محسن چھن گیا جس کی محبتوں اور شفقتوں کے نقوش نہ یہ کہ دیرپا ہیں بلکہ ہمارے قلب وذہن پر ہمیشہ قائم رہیں گے نہ یہ کہ حضرت فاتح اجمیر میرے محسن تھے بلکہ تمام اسلام ومسلمانوں سلسلہ مداریہ سے وابستہ اہل سنت والجماعت کی ضرورت اور آبرو تھے وقار مداریت تھے جس سرزمین مکن پوری شریف کا آب وگل آپ کے وجود میں تھا وہ مقدس خمیر آپ کا ضمیر وخمیر تھا جس خاندان رسالت میں آپ نے جنم لیا اس خاندان فاطمی کی طہارت وتقدس آپ کی حیات کے ہر گوشہ سے ظاہر وباہر تھی حضرت سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے انتخاب اور آپ کے فیض وبرکات کے مصدر ومنبع کا نام فاتح اجمیر تھا آپ کے اجداد مکن پور شریف سے بریلی اسی لئے بھیجے گئے جنہیں حضور قطب المدار نے بھیجا تھا مقصد یہی تھا یہی خاندان وہ خاندان ہے جس خاندان میں ایک ایسا مجاہد پیدا ہوگا جو مخالفین سلسلہ مداریہ کے حملوں کا بھرپور جواب دے گا اور ہمیشہ کیلئے دشمنان قطب المدار اور باغیان خاندان رسالت خارجی جماعت کا جنازہ نکال دے گا اور ہمیشہ کیلئے اس گروہ کا قلع قمع کردے گا اور ایسا ہوا جیسا کہ حضور فاتح اجمیر کی زندگی سے ظاہر ہے۔

ہماری زندگی کا یہ کیسا المیہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا یکے بعد دیگرے مکن پور شریف کی وہ رُوحانی ہستیاں جن کے فیوض سے سب مالا مال تھے جو سب محتاجوں مجبوروں کیلئے سہارا تھے جو سب کے کام والے تھے جو اہل اللہ، ولی اللہ تھے جن کی

صحبت تزکیہ نفس خشیت الٰہی کا ذریعہ تھی جن کی دعاؤں سے تقدیریں بھی بدلتی تھیں چند سالوں چند دنوں مہینوں میں دیکھتے ہی دیکھتے ان مقتدر شخصیتوں سے حضور شیخ الہند حضرت علامہ الحاج سید ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے درمیان سے رخصت ہوگئے اپنے سب چاہنے والوں کو چھوڑ گئے ۔ آج اپنے مزار پرانوار میں آرام فرما رہے ہیں آپ کے بارے میں مجھ جیسا کم علم کیا لکھ سکتا ہے جو آسمان ولایت کا قمر منیر ہو جو حق وصداقت کی شمشیر ہو جو تقوی وطہارت کا پیکر جمیل ہو جس نے مجھ جیسے غلام پر ہمیشہ اپنی دعاؤں کا سایہ رکھا پوری حیات ہر طرح کا خیال رکھا جگر پھٹ جاتا ہے آنکھ وخون کے آنسو روتی ہے اب مکن پور شریف میں میرا کوئی ایسا غمخوار نہ رہا میرے دکھوں کا مسیحا نہ رہا، میری عزت کا ضامن نہ رہا میری حوصلہ افزائی کرنے والا نہ رہا یہ درد یہ دکھ کس سے کہوں اے میرے مرشد بس آپ ہی کوئی انتظام کرنا دیکھتے ہی دیکھتے سرزمین مکن پور شریف کی اس دور کے ایک عظیم روحانی تاجدار حکیم الامت حضرت بابائے قوم وملت حضرت علامہ سید محمد ولی شکوہ علیہ الرحمہ سے بھی محروم ہوگئی ایک عارف کامل ہمارے درمیان نہ رہا۔ جہاں بابا تشریف فرما ہوتے وہاں ایک صدر معلوم ہوتے تھے۔ بڑے بڑے علماء شعراء صوفیا عظام آپ کی محفل میں موجود ہوتے جس وقت میں مکن پور شریف حاضر ہوا اور حضرت بابائے قوم وملت کی زیارت نصیب ہوئی اور کچھ وقت کی صحبت ملی اسی وقت سے میں آپ کا گرویدہ ہوگیا آج بھی حضور بابائے قوم وملت کا عقیدت مند ہوں اسی وقت شدت سے آپ کی عدم موجودگی اور کمی کا احساس ہوتا ہے۔
جب عرس مدار العالمین میں مکن پور شریف حاضر ہوتا ہوں وہ حال جو مجھ پر گزرتا ہے وہ بیان سے باہر ہے اسی طرح اسی دور کے قریب کے بزرگ حضور منظر ابوالوقار حضرت صوفی مولانا سید منظر علی میاں علیہ الرحمہ جو حضور بابائے قوم وملت کے داماد تھے اور حضور منظر علی میاں علیہ الرحمہ کے پدر بزرگوار قطب عالم حضور سیدنا مولانا سید کلب علی رحمۃ اللہ صاحب کرامات کثیرہ قطب عالم تھے اپنا سچا صادق جانشین حضور قطب عالم نے اپنی بارگاہ ولایت سے سب شہزادوں کو بنادیا تھا سب شہزادگان اپنے وقت عارف باللہ سلسلہ مداریہ کے مقتدر شیخ طریقت اور ضرب المثال صوفی بزرگ ہوگئے۔

آخر میں بس اتنا ہی لکھ رہا ہوں کہ حضور فاتح اجمیر علیہ الرحمہ کی فاتحانہ زندگی اور آپ کے خدمات کی مثال کمیاب ہے آپ نے سرزمین بریلی پر قیام فرما کر ہمیشہ کیلئے سلسلہ عالیہ مداریہ کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم فرمادیا اور تمام باطل فتنو کا جو سد باب فرمادیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے ایسا جگر ایسی ہمت سب کو کہاں میسر ہوتی ہے یہ تو بس عطاؤں کا سلسلہ تھا جو سرکار مدار العالمین کے دربار سے آپ کے لئے جاری تھا اور جس طرح آپ سے فیوض وبرکات آپ کی حیات ظاہری میں جاری تھے اب بھی قیامت تک جاری رہیں گے جہاں آپ کی ذات ایک مرد مجاہد کی تھی وہیں ایک عارف کامل عالم باعمل بے مثال صوفی بزرگ صاحب کشف وکرامات تھی ایک عابد وزاہد کے ساتھ ایک تبحر عالم شریعت بھی تھے۔ واقف معرفت ورہبر راہ طریقت بھی تھے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اہل اللہ مرتے نہیں وہ زندہ ہوتے ہیں اور اپنے سب چاہنے والوں کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضور فاتح اجمیر کے روحانی فیض سے مالامال فرمائے۔ آمین

☆☆☆

یوں ہی نہیں یہ ہونٹ ہمارے نیلے ہیں
سچائی کے بول بڑے زہریلے ہیں

قسط اول

علم غیب مصطفیٰ، قرآن و حدیث کی روشنی میں

از افادات حضور فاتح اجمیر ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ

محمد شکیل خان مداری بیرم نگر بریلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تو میں کہتا نہیں کہ رونق ہے مرے دم کے ساتھ

اب آگے آپ دیکھ لیں گے

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين و الصلوة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله الطيبين الطاهرين المعصومين المظلومين فاما بعد فقال الله تبارك وتعالى فى قرآن المجيد و الفرقان الحميد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم الم ذلك الكتاب لاريب فيه هدىً للمتقين اللذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة

وقال الله تبارك وتعالى فى قرآن المجيد و الفرقان الحميد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضىٰ من رسولٍ، قال الله تعالى فى شان حبيبه الكريم، اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. ان الله وملائكته يصلون على النبى ياايها اللذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً. اللهم صل على سيدنا ومولانا وحبيبنا ونبينا وكريمنا و شفيعنا وغياثنا و مغيثنا و طبيب قلوبنا وسرور عيننا وعلى آله واصحابه واهل بيته وازواجه وذرياته و اولياء امته و شهداء محبته وعلماء ملته اجمعين.

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ\
غالب و کار آفریں کار کشار کار ساز\
نرم دم گفتگو، گرم دم، جستجو\
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

(ڈاکٹر اقبال)

برادران ملت اسلامیہ۔ آپ سے میرا صرف سوال ایک ہے کہ دنیا میں سب سے قیمتی چیز کیا ہے، بتایئے آپ، یہ سونا چاندی یہ بینک بیلنس یہ دولت جو کما رہے ہیں سب سے قیمتی ہیہ؟ کیا کسی کی قبر میں آج تک سونا چاندی رکھتے ہوئے دیکھا؟ نوٹوں کی گڈی رکھتے ہوئے کہ دس ہزار پانچ ہزار دس لاکھ پچاس لاکھ ہے، بڑے بڑے زیور بنوائے ہیں بہت بہترین جن میں ہیرے جواہرات لگے ہوئے ہیں، اسے قبر

میں رکھتے ہوئے دیکھا؟ ہوا کرے قیمتی، مگر سب سے قیمتی چیز کونسی ہے؟ جس کو انسان کے ساتھ یہاں بھی رہنا ہے اور وہاں بھی جانا ہے۔ کبھی غور کیا، معمولی معمولی باتوں پر اپنا اپنا وقت ہم برباد کرتے ہیں کبھی یہ بھی تو سوچیں کہ اللہ نے ساری نعمتیں ہم کو دی ہیں ان سب نعمتوں میں، جب ہم ایمان لاتے ہیں۔ یہ ایمان ہے کیا۔ یہ آپ لوگ دیکھیں۔

اٰمَنتُ بِاللهِ وَ مَلٰئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الیَوْمِ الاٰخِرِ وَ القَدرِ خَیرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالیٰ وَالبَعثِ بَعدَالمَوتِ

"میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر۔ تو آج ہمارے ذہنوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم یہ ہی بھول گئے ہیں۔ وَالبَعثِ بَعدَالمَوتِ۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔ اور کسی بڑے مخصوص شاعر نے کہا تھا

آخرت میں عمل نیک ہی کام آئیں گے
پیش ہے تجھکو سفر زاد سفر پیدا کر

(امیر مینائی)

اب سفر میں جارہے ہیں دور کی منزل ہے، کہاں آخرت کہاں یہ دنیا۔ تو لاؤ جتنا سونا ہے لا دلیں جتنا زیور ہے لا دلیں، ہیرے جواہرات ہیں لا دلیں، نوٹ ہیں لا دلیں، چلو بھء لمبا سفر ہے کام آئیں گے۔ کسی کو دیکھا لادتے ہوئے؟ دو گز جگہ وہ بھی اس یقین و وعدے کے ساتھ۔ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى۔

(سورۃ طٰہ) ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے تو ہمارے نصیب میں تو مٹی رہی، نہ سونا رہا نہ چاندی۔ کچھ لوگوں کو بڑا غرور ہو گیا کہ میرے پاس بہت پیسا ہے، کبھی معلوم کرنا ان سے کہ قارون سے کہ زیادہ پیسا ہے، کبھی پوچھنا ان سے ہارون سے زیادہ پیسا ہے۔ بہت مشہور ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں سات گاڑیوں پر جاتی تھیں۔ تو پھر خزانہ کتنا ہوگا، لیکن ہے کہاں اس کا خزانہ؟ ہے کسی امریکہ، روس کے خزانے میں۔ اس کا خزانہ جمع؟ اللہ نے جب گرفت کی ہے تو ایسے بھی کی ہے۔ مجھے آپ سے صرف اتنا عرض کرنا ہے، دنیا میں سب سے قیمتی چیز وہ ایک ہے ایمان، جو یہاں بھی کام آئے گا وہاں بھی کام آئے گا۔ اگر یہاں ضائع کر دیا، تو دنیا میں بھی خسارہ، اور آخرت میں بھی خسارہ۔ مجھے تو لوگوں پر افسوس ہے۔ شعر سماعت فرمائیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرارے بو لیبیا

ستیزہ کار رہا ہے اور رہے گا، اور کب کس کے خاندان میں کون پیدا ہو جائے تو یہ معلوم نہیں اور کیسے کیسے مسئلے والے ہیں کہتے ہیں یزید کو کافر نہیں کہینگے اور ہم سب سے بار بار کہتے ہیں کہ کہیئے یزید کافر یزید کافر یزید کافر، لوگ اسماعیل دہلوی کو کہتے ہیں ہم کافر نہیں کہیں گے، ہوسکتا ہے ان کوئی لگتا ہو۔ آپ سب لوگ کہیئے کہ اسماعیل دہلوی کافر ہے، اس لئے کہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کی، کتنا بڑا عالم ہو مولوی مفتی ہو محدث ہو؛ وہ بے ایمان ہے، وہ کافر ہے مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ مسلمان کی پہلی پہچان، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر کوئی زندگی بھر پڑھتا رہے، لا الہ الا اللہ، اور مرجائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا، لاکھ کہتا رہے اللہ میں تیرا اقرار کرتا ہوں اللہ میں تیرا اقرار کرتا ہوں، کرتا رہے۔ اللہ جس کا اقرار کروا رہا ہے تو نے اس کا اقرار نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ

السلام کی ایک ہلکی سی لغزش (کسی نبی رسول کی طرف ہم غلط لفظ کا استعمال نہیں کر سکتے) جو ہماری دادی حضرت حوا کی وجہ سے ہوگئی تھی، توبہ کرتے رہے معافی مانگتے رہے، تب اللہ نے اشارہ کیا، جنت کے دروازوں پر دیکھو کیا لکھا ہوا ہے جب اشارہ کیا تو دیکھا کہ ہر دروازے پر لکھا ہوا ہے، لا الــه الا اللــه مـحـمـد رسول الله، محمد رسول اللہ، محمد رسول اللہ، جب تم انکے وسیلے سے دعا کروگے ہم تمکو معاف کر دیں گے۔ خطاء آدم معاف ہوگ ء، لیکن صرف لا الــه الا اللــه سے نہیں، بلکہ محمد رسول اللہ، سے ہوئی۔ آپ کے کسی نے کہہ دیا، کہنے والا جاہل ہی ہوسکتا ہے (کہ سرکار رسالت جناب محمد عربی کو پیٹھ پیچھے کا علم نہیں) نہ تو وہ مولوی ہوسکتا ہے، نہ تو وہ فاضل ہوسکتا ہے، نہ تو وہ مفتی ہوسکتا ہے، وہ خالص خالص نجدی ہوسکتا ہے اور وہابی ہوسکتا ہے، کیونکہ بہت پہلے نجد میں ایک کتاب چھپی تھی، تھوڑی سی تاریخ آپ حضرات سماعت کرلیں۔ اور پیشتر بتاؤں کہ ایمان بچانا بہت ضروری ہے، یہ دولت کام نہ آئے گی، یہ بلڈنگیں یہ مکان کام نہیں آئیں گے یہ بیٹے یہ بیٹیاں کام نہیں آئیں گے یہ شان وشوکت آپکے کام نہیں آئیں گے یہ بڑی بڑی گاڑیاں کام نہیں آئیں گی، کام تو صرف ایمان آئے گا اور ایمان نام ہے محبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر یہ موجود نہیں ہے تو سمجھ لو کہ ایمان نہیں ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں ہم اللہ والے ہیں ہم اللہ والے ہیں جاؤ بھئی آپ اپنے اللہ کے پاس، جائیے، لیکن اللہ ہم سے بھی تو خطاب کر رہا ہے، یہی بتانا ہے مجھے، کہ اللہ، اللہ والوں سے کیا کہہ رہا ہے۔

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ

(سورۃ آل عمران)

ترجمہ: آپ کہیے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا

یہ خطاب ان لوگوں سے ہو رہا ہے جو کہتے ہیں ہم صرف اللہ والے ہیں۔ ہم سے نہیں، کیونکہ ہم صرف اللہ والے نہیں بلکہ رسول والے ہیں، ہم مدار والے ہیں، ہم غوث والے ہیں، ہم خواجہ والے ہیں، ہم شاہ برکت اللہ والے ہیں، ہم صابر پاک والے ہیں، ہم وارث پاک والے ہیں، ہم کو تو اللہ تک پہنچانے والے یہ ہیں۔ اب کوئی نمک حرام ہو جائے۔ اس ہندوستان میں ایمان کی دولت دینے والا کون ہے؟ وہ ذاتِ سرکار مدار العالمین ہے، قرآن کی نعمت دینے والا کون سرکار مدار العالمین، اسلام کی نعمت دینے والا کون سرکار مدار العالمین۔ اس کے بعد ہمارا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں کوئی کہیں مرید ہو جائے۔ قادری ہو، چشتی ہو، سہروردی ہو، نقشبندی ہو، اشرفی ہو، برکاتی ہو، صابری ہو، وارثی ہو، شیری ہو، بشیری ہو، کسی سلسلہ میں جائے، جس سلسلہ میں جائے گا اس سلسلے کی عظمتوں کو دیکھے گا تو فیضان مدار العالمین آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ اس لیئے میں کہتا ہوں جہاں چلے جاؤ تمہیں ہمارا غلام رہنا پڑے گا۔ تم دامن غوث پاک پکڑو گے تو انکے ہر غلام پر سلسلہ عالیہ مداریہ کا احسان پاؤ گے، تم حضرت غریب نواز کے دامن سے لپٹو گے تو انکے سلسلہ میں فیضان مدار العالمین پاؤ گے، آج بہت شور ہے کہ فلاں پیر صاحب سے مرید ہو جاؤ دولت مند ہو جاؤ گے، لیکن جب ان کا دامن کھنگالو گے تو فیضان مدار العالمین ملے گا۔ تو سوال ہیکہ لوگ جدھر چلے جائیں، لیکن ڈاکٹر مرغوب عالم کی غلامی سے نہیں بچ سکتے، ان کو ہمارا غلام بننا ہی پڑے گا، تب کامیابی ملے گی۔

میں نے آپ سے کہا تھوڑی سی تاریخ بتانا چاہتا ہوں سن لیں آپ حضرات، بہت بڑا خاندان ہے شاید آپ نے سنا ہوگا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم، اور بہت

بڑے (کٹر) سنی ہیں، یہ عالم بھی ہیں، فاضل بھی ہیں، مفتی بھی ہیں یہ، اسی خاندان میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام ہے اسماعیل دہلوی، شاہ عبدالغنی کا بیٹا ہے یہ، شاہ عبدالحق نام سنائے میں نے انہیں کسی کا پوتا ہے کسی کا بھتیجا ہے، سب سے پہلے رفع یدین کرنا شروع کیا اس نے، رفع یدین جانتے ہیں؟ (رکوع میں جا رہے ہیں ہاتھ اٹھا رہے ہیں سجدے میں جا رہے ہیں ہاتھ اٹھا رہے ہیں، جس رکن میں جا رہے ہیں ہاتھ اٹھا رہے ہیں اور چھوڑ رہے ہیں، جو لوگ حج کرنے گئے ہیں دیکھا ہوگا انہوں نے، منع کیا محدث عبدالعزیز دہلوی اور ان تمام نے یہ کام تمہارا نہیں ہے تم حنفی ہو امام اعظم کے یہاں یہ ہے نہیں، نہیں مانا۔ اسی زمانے میں ایک کتاب چھپی تھی نجد سے عبدالوہاب نے جس کا نام کتاب التوحید تھا لکھی، کتاب التوحید، اچھی بات، لیکن توحید کی بات کرتا، کتاب التوحید عربی زبان میں تھی، نجد کا رہنے والا تھا، نجد ایک مقام کا نام ہے، جو سعودی عربیہ میں ہے اسی لئے وہ نجدی کہلاتے ہیں۔ اور وہاں کے جو شہنشاہ، بادشاہ ہیں وہ سب نجدی ہیں، اور یہ صرف اور صرف اسی کو مانتے ہیں۔ عبدالوہاب کی نسبت سے یہ لوگ وہابی کہلاتے ہیں۔ ورنہ وہاب تو اللہ کا نام ہے۔ لیکن اس کی نسبت سے وہابی کہلاتے ہیں۔ عبدالوہاب نے اللہ کے علاوہ اور کیا کیا کہا ہے سینے پہ ہاتھ رکھیں اور سنیں کہ کیا۔ اس نے کہا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (نقل کفر، کفر نباشد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے، ان کا کوئی وجود نہیں ہے، کیا کہہ سکتے ہو آپ؟ کوئی عاشق رسول کہے گا یہ؟ قرآن شاہد ہے یہ علماء موجود ہیں ان سے پوچھیں، رب ارشاد فرماتا ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ) (سورۃ النجم)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ فرمان مصطفیٰ اللہ کا فرمان ہوتا ہے اور میرے آقا نے کیا فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ، یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔" فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ، پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی عطا کیا جاتا ہے۔ '' (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ۔۔۔۔۔الخ، ۲/۲۹۱، حدیث: ۱۶۳۸)

اللہ فرما رہا ہے نہیں کھا سکتی ملا کہہ رہا ہے مر کر مٹی میں مل گئے، اب آپ فیصلہ کریں کہ کس کی مانیں گے۔ اور پھر یہ امید کرتے ہیں ہم سنی اس کو مسلمان جانیں گے۔ ارے، اس کا ٹھکانہ جہنم کی سب سے افضل ترین جگہ ہوگا۔ اچھا یہ بات یاد رکھیے، یہیں چھوڑتے ہیں، بہت سنا ہوگا جب وہ دیکھتا تھا (ابو جہل) کسی بھی محفل میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے ہوئے، تو آپ لوگوں میں سب سے سربلند ہوتے تھے، راستے میں چلتے سب سے سربلند رہتے تھے، اس کے آگ لگ جاتی تھی۔ اب مکہ آپ لوگ گئے ہیں؟ تو دیکھا ہوگا پہاڑیاں ہیں بیچ میں راستے ہیں، اب کوئی بیچ راستے سے نکل رہا ہے، اور کوئی اوپر پہاڑی پر جا کر بیٹھ جائے تو اونچا کون ہوگا؟
پہلی بات آپ کو بتا رہے ہیں کہ علم غیب کیا ہے؟ ایک مرتبہ میرے آقا گھاٹیوں میں سے نکل رہے تھے، بھاگ کر چڑھ گیا پہاڑی پر، اب دیکھیے جب بالکل نیچے آئے تو آواز دی اس نے، یہاں اب عمل مصطفیٰ دیکھنا ہے آپ کو، آواز دی (یا محمد انظر الی الجبل) اے محمد پہاڑ کی طرف دیکھئے، مقصد یہ نہیں تھا پہاڑ کتنا اونچا ہے، مقصد یہ تھا میں کتنا اونچا ہوں تم سے، اور (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) تم نیچے ہو مجھ سے۔ اب میرے آقا نے نہ نظر اٹھاء نہ اوپر دیکھا، جیسے چل رہے تھے ویسے ہی چلتے رہے، اور فرمایا۔ ابا جھل انظر الی السماء. اے ابوجہل آسمان کی طرف دیکھ، اور جب ابوجہل

نے آسمان کی طرف دیکھا تو میرے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آسمان میں نظر آرہے ہیں، غیب غیب غیب اب آپ سمجھیں غیب کیا ہے، پیٹھ پیچھے کا علم نہ کہنے والے یہ دیکھیں، انکو پیٹھ پیچھے کا علم نہیں ہے، انکو اپنی آخرت کا علم ہے۔ اسی ابوجہل کا واقعہ سماعت کریں۔ بھاگا بھاگا اور بڑی گستاخی سے کہا اے تم آج بتادو میری مٹھی میں کیا ہے؟ تو میں تم پہ ایمان لے آؤں گا۔ میرے آقا نے نہایت سنجیدہ مزاج ہو کر مسکرا کر فرمایا میں بتادوں یا پھر جو تمہاری مٹھی میں ہے وہ بتادے میں کون ہوں؟ کہا اس سے بہتر کیا ہوگا وہ خود بتادے، تو میرے آقا نے حکم دیا، وہ کنکریاں تھیں اس کے ہاتھ میں کنکریاں کہنے لگیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، گھبرا کے پھینک دیا، کہ یہ جادو ہے۔ ایمان لانا بہت دور کی بات، اب بتاؤ وہ کونسا غیب تھا، جو کنکریاں تھیں مٹھی میں دیکھی نہیں تھیں آپ نے حکم دے دیا کنکریوں کو تو وہ کلمہ پڑھنے لگیں آپ پر۔ آج یہی :: کتاب التوحید، جو عبد الوہاب نجدی نے لکھی تھی اس کا ترجمہ کسی اہل حدیث، دیوبندی نے نہیں کیا۔ اہل سنت میں کب کس کے خاندان میں کون پیدا ہو جائے یہ کوئی نہیں جانتا۔ یہ میرے آقا جانتے ہیں چونکہ علم غیب بھی آتا ہے آپ کو۔ ام فضل آرہی تھیں بلایا۔ کہ یہاں آؤ (دیکھنا بخاری اور مسلم میں جو پڑھنے والے ہیں) اے ام الفضل تمہارے پیٹ میں بیٹا ہے۔ انکو پیٹھ پیچھے کا علم نہیں، اور یہ بتا رہے ہیں کہ تمہارے پیٹ ہونیوالا بیٹا ہے، جب یہ پیدا ہوتو اسے میرے پاس لیکر آنا، ان کا بیان ہے جب پیدا ہوا تو بیٹا تھا، میں لیکے گئی اسکو آپکی خدمت میں تو آپ نے کانوں میں اذان واقامت کہی اور اپنا لعاب دہن ڈال دیا اس کے منہ میں اور فرمادیا تمہاری نسل میں امام پیدا ہونگے۔ پیٹ کا حال میرے آقا جانتے ہیں، اور پیٹھ پیچھے کا نہیں جانتے؟ ابوداؤد کی حدیث ہے کہ ایک میرے آقا نماز فجر کے بعد ممبر پر بیٹھ گئے، اور قیامت تک ہونے والے حالات بتاتے رہے، ظہر کا وقت ہوگیا نماز ادا کی پھر بیٹھ گئے عصر تک بتاتے رہے اب سے لیکر قیامت تک جو ہونے والا ہے سب بتاتے رہے ہم میں سے لوگوں نے سنا جسے یادرہ سکا یاد کرلیا۔ اب بتائیں علم غیب کسے کہتے ہیں۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا (۲۲) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن)

ترجمہ۔ جاننے والا ہر غیب کا تو اطلاع نہیں دیتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا. یعنی غیب کا جاننے والا اپنا غیب کسی کو نہیں بتاتا۔ یہ تو پڑھ لیا تو نے اس کے آگے بھی تو اللہ نے فرمایا ہے، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ، لیکن اللہ جس کو پسند کرلے اپنے رسولوں میں سے اس کو پورا علم غیب دیدیتا ہے پورا پڑھو اور سمجھو، یہ تو بالکل وہی گیا کہ ایک صاحب کہنے لگے میں نماز اس لئے نہیں پڑھتا ہوں کہ اللہ نے منع کیا ہے، لاتقربوا الصلوۃ، یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ، اور وانتم سکری، بھول گئے۔ یعنی جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، اور آگے۔ انما انا بشر مثلکم، میں انسان ہوں تمہارے طرح۔ دیکھئے اللہ نے قرآن میں کہا رسول پاک فرمارہے ہیں، میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اب آپ لوگ دیکھ لیں۔ مثلکم کیسے ہوگا؟ یوحیٰ الیّ، فرمایا کہ نہیں فرمایا۔ یعنی میرے پاس وحی آتی ہے یوحیٰ الیّ، نکال دیا۔ میرے آقا نے فرمایا مجھ پر وحی آتی ہے۔ اب بتاؤ کس کے دادا پر، باپ پر وحی آتی ہے؟ یہ کوئی نہیں بتائے گا۔ تو دراصل ایمان خراب کرنے والی باتیں چاہیں عبد الوہاب نجدی نے لکھی ہوں، یا ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے لکھی ہوں، تقویت الایمان، کتاب نام سے

باقی ---------

(قسط اول)

باباگرونانک کرتارپوری اور نسبت مداریہ

مفتی محمد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے (اقبال)

آج سے پانچ چھ سال قبل جب فقیر گوبندہ پور بریلی میں زیر تعلیم تھا، تو میرے ایک عزیز علم دوست نے سکھ ازم کے گرو اور بانی کی حیثیت سے متعارف بابا نانک کے بابت ایک ایسی حقیقت واشگاف کی، جو میرے علم میں اضافہ کا معیار رکھتی تھی، وہ یہ کہ بابا نانک مسلمان تھے اور وقت آخر میں ان کی تدفین کے وقت دو گروہ کا اختلاف کیوں ہوا، یہ سن کر ایک تحقیقی امنگ بیدار ہوئی، اور تعلیمی سرگرمیاں اس کے اتمام وتکمیل میں حاجز بنیں، ابھی ماضی قریب میں ایک صوفی بزرگ حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ کی وائیوگرافی کے مطالعے کے دوران باباگرونانک کا ذکر چشم دید ہوا، اور ذکر بھی اس قدر خوب کہ جاۂ تحریر سے تشنہ نہ رہ سکا، اور اس طرح سابق خواب شرمندۂ تعبیر بنا۔ وماتوفیقی الاباللہ

تصوف آشنا اور ہر زیرک فرد بخوبی جانتا ہے کہ ہند میں دوِر تصوف بھانت بھانت کی بت پرستیوں اور کفر سازیوں سے لبریز دور تھا، جس میں واحد حقیقی کا کوئی تصور اس وقت موجود نہیں تھا، ایسے پر خطر خطے میں علماے شریعت کی ضرورت نہیں تھی، ابن حجر، ذہبی، عینی وغیرہ اس عہد میں موجود تھے، مگر حضرت ایزدی نے انھیں بھی ہند کے لیے منتخب نہیں فرمایا، وقت کا تقاضا تھا کہ ایسے افراد کو ہدف نشاں بناکر بھیجا جائے، جو انھی میں رہ کر فروغ اسلام میں فلاح و بہبود حاصل کرسکیں، تاجدار حلب سیاح عالم حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار مکن پوری افاض اللہ علینا من فیوضہ وبرکاتہ ان مہتم بالشان اور اولوالعزم ہستیوں میں سے ہیں، جنھیں ایسے ماحول کی سازگاری کے لیے منتخب کیا گیا، اور آپ نے طویل زندگی گزار کر اپنے مابعد کو ایک کرداری پلیٹ فارم سیٹ کردیا۔

صوفیا اپنے بیشتر اوقات غیر مسلم جہلا میں صرف کرتے تھے، اس پر حضرت شاہ مجا قلندر لاہر پوری قدس سرہ [۱۰۲۱ھ/۱۰۸۴ھ] حضرت قطب المدار کو مثالی نمونہ بناکر پیش کرتے ہیں:

”در بیان اکساب جوگیان کہ جوگیان کاسب بطریق مذکور اند یعنی طریقے کہ دراں رسالہ مبین شدہ است، بعضے صوفیہ ہم در طریق مذکور خود را محو کردہ آمد چنانچہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار قدس سرہ اینجا است“

ترجمہ: جوگیوں کے کسب واستفادہ کے بیان میں کہ جوگی طریق مذکور پر کسب کرتے ہیں، جسے اس رسالے میں واضح کردیا گیا ہے، بعضے صوفیا طریق مذکور میں خود کو محو کرتے ہوئے آئے اور جوگیوں کے کسب پر بہت زور دیا جیساکہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار قدس سرہ اس پر تھے۔

[انیس العاشقین، (قلمی) مخطوطہ ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان، سنہ کتابت ۱۲۹۱ھ]

اسی طرح بارہویں صدی کی کتاب مناقب اولیا میں ہے:

"بصحبت فقرا و جوگیان افتاد"

[مناقب اولیا (قلمی) مخطوطہ رضالائبریری رام پور ۱۱۴۵ھ]

صوفیا کے تذکرہ جات میں ورق گردانی سے ایسے واقعات بھی باصرہ نواز ہوتے ہیں کہ انھوں نے بت کدوں میں بیٹھ کر اپنی مذہبی ساخت بدل کے اسلام کی تبلیغ فرمائی، مثلاً ابن بطوطہ [۷۰۳ھ/۷۸۹ھ] کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

"جزیرہ سنداپور سے چل کر ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں پہنچے، جو خشکی کے بالکل قریب تھا، وہاں گرجا گھر، باغ اور پانی کا ایک حوض تھا، یہاں ایک جوگی سے ملاوہ بت خانے کی دیوار سے تکیہ لگائے دو بتوں کے درمیان بیٹھا تھا، ریاضت اور مجاہدہ کے آثار چہرے سے عیاں تھے، ہم نے اس سے باتیں کیں تو جواب نہ دیا، ہم نے دیکھا کہ اس کے پاس کچھ کھانے کو ہے یا نہیں، تو کچھ نظر نہیں آیا، اسی وقت اس نے ایک چیخ ماری تو فوراً ایک ناریل درخت سے ٹوٹ کر آ پڑا، وہ ناریل اس نے ہمیں دیا، ہمیں بہت تعجب ہوا، ہم نے دینار اور درہم دیے، اس نے نہ لیے پھر ہم نے اسے کھانے کی چیزیں دیں، وہ بھی نہ لیں، اس کے سامنے ایک چغہ اونٹ کی اون کا پڑا ہوا تھا، میں نے اٹھا کر دیکھا تو اس نے مجھے دے دیا، میرے ہاتھ میں زیلعہ کی بنی ہوئی ایک تسبیح تھی، اس نے اس کے دانے الٹ پلٹ کر دیکھے، میں نے اسے دے دی، اس نے ہاتھ میں لے کر سونگھا اور رکھ لیا، پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر قبلہ کی طرف اشارہ کیا، میرے ہمراہی کچھ نہ سمجھے کہ کیا کہتا ہے، میں سمجھ گیا کہ وہ مسلمان ہے، اسلام کو مخفی کیا ہوا ہے، جب ہم اس سے رخصت ہوئے تو میں نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا وہ مسکرایا اور ہمیں اشارہ کیا چلے جاؤ، ہم چل پڑے، میں سب سے پیچھے تھا، اس نے میرا کپڑا کھینچا، میں نے منھ موڑ کر دیکھا تو اس نے مجھے دس دینار دیے، جب ہم باہر آ گئے تو میرے ہمراہیوں نے مجھ سے کہا کہ تیرا کپڑا پکڑ کر جوگی نے کیوں کھینچا تھا؟ میں نے کہا اس نے مجھے دس دینار دیے ہیں یہ تین دینار تو میں نے ظہیر الدین کو دیے اور تین سنبل کو اور بتایا کبختو یہ تو مسلمان ہے کیوں کہ جب اس نے آسمان کی طرف انگلی کی تھی تو اس کی مراد تھی کہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور جب قبلہ کی طرف اشارہ کیا تھا تو مراد تھی کہ پیغمبر پر ایمان ہے، اس کا تسبیح کے لینا اس خیال کی تصدیق کرتا ہے، یہ سن کر وہ دونوں واپس گئے مگر جوگی ندارد"

[سفرنامہ ابن بطوطہ عجائب، حصہ دوم، ص: ۱۸۳، بترجمہ وتشریح: رئیس احمد جعفری، ناشر نفیس اکیڈمی ۱۹۸۶ء]

علاوہ ازیں صوفیا کے ملفوظات ومکتوبات اور ان کے حیات نامے اس طرح کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں، ابن بطوطہ نے بھی کئی مقامات پر صوفی کو جوگی سے تعبیر کیا ہے۔

سطور بالا سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ باباگرونانک اسی صوفی روش کے پروردہ تھے، اور سابق صوفیا کے مانند یکجہتی کو ترجیح دیتے تھے، فقیر اور جوگیوں کی صحبت عزیز رکھتے تھے، اہل تصوف سے خوب لگاؤ تھا، یہ ایسی حقیقت ہے جو آپ کی حیات کے مختلف گوشوں کے لیے ما بہ الامتیاز ہے اور آپ کی اسلامی زندگی پر خوب روشنی ڈالتی ہے کہ کیوں کر آپ کی ذات دو گروہ کے مابین محبوب رہی اور آپ کا اصل مذہب کیا تھا، چناں چہ ڈاکٹر تارا چند بابا نانک کی صوفیا سے قربت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"نانک در سی سالگی خانہ و خدمت خود را ترک کرد و در سلک فقیران و اہل طلب در آمد و بہمرائی مردانہ و بھائی بالا سفر خود را آغاز کرد"

ترجمہ: نانک تیس سال کی عمر میں گھر اور اپنا روزگار چھوڑ کر فقیر اور اہل طلب حضرات سے منسلک ہو گئے، پھر مردانہ اور بھائی بالا کی ہمراہی میں اپنے سفر کا آغاز کیا۔

[نفوذ اسلام در ہند، ص:۱۶۷]

دبستاں نویس محسن فانی جوان کے قریب العہد ہیں، خود ان کی تصوف جاذبیت پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نانک پنتھیا کہ معروف بگرو سکھانند بہ بت و بتخانہ اعتقاد ندارند، نانک از بیدیان ست و بیدی طائفہ اند از کھتریان در عہد حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ اشتہار یافت و پیش از تسلط فردوس مکانی بر افاغنہ مودی دولتخانہ لودی بود، و مودی آنست کہ غلات بدست او باشد، درویشے بدو رسید، دل او را تصرف کرد و لاجرم نانک بدکان او رفتہ از غلات خود و دولتخانہ آنچہ در دکان و در خانہ داشت ہمہ را بتاراج داد و دست از تعلق زن و فرزند بر افشاند الخ..."

ترجمہ: نانک پنتھی جو سکھوں کے گرو سے مشہور ہیں، بت اور بت خانوں پر اعتقاد نہیں رکھتے، نانک بیدی ہیں، جو کھتریوں کی ایک قوم ہے، حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ کے زمانے میں شہرت پائی، وہ بابر بادشاہ کے تسلط سے قبل دولت خانہ لودی کے مودی تھے، مودی وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں غلے کا کام ہو، نانک کو ایک درویش ملا، جس کی تاثیر سے نانک نے دکان پر جاکر اپنا تمام غلہ جو دولت خانہ، گھر اور دکان میں موجود تھا لٹا دیا، اور زن و فرزند سے کنارہ کش ہو گئے۔

[دبستان مذاہب، ص:۲۲۳، تعلیم دوم در عقائد مختلفہ اہل ہند، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۱ء]

علاوہ ازیں خود آپ کی تصنیفات اور قلمی تحریرات خود اس پر شاہد ہیں کہ آپ در اصل اسلامی رنگ میں نہادہ تھے، البتہ وقت کے تقاضے کے پابند تھے، اس موضوع پر مزید بحث و کلام ترک کرتے ہوئے اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، اس سے قبل دو صوفی بزرگوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں تسطیر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن عرف میٹھے مدار کنتوری قدس سرہ:

آپ خالص مداری الطریقہ بزرگ ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری کے بلند پایہ فرزند اور خلیفہ ارجمند ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کے مشہور خلفا میں سے ہیں، ان کا ذکر لطائف اشرفی و دیگر کتب میں مسطور و مذکور ہے، تفصیلی احوال فقیر کی کتاب مصحف الانوار جلد دوم میں لکھے جائیں گے، حضرت میٹھے مدار صاحب کرامات اور محوط خلائق بزرگ تھے، ان کے قریب العصر لعل بدخشی متولد ۹۶۸ھ ثمرات القدس میں ان کے احوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وے را ریاضات و مجاہدات عظیمہ بودہ چنانکہ در طاقے از عمارت افتادہ چہل سال بسر بردہ غیر از اوقات خمسہ از آنجا بیروں نمی آمد تا برفتہ از دنیا، می آرند کہ یکے از مریدان وی از برائے روزگار دنیوی بہ رخصت بہ جائے رفت در آنجا از وی امرے کہ باعث کشتن وی گردیدہ، سر بر زد در دیوارے ویرا بر چیدند۔ اہل و عیال وے بعد از ہفت ماہ شنیدند کہ وے را چنین حادثہ ای روی نمودہ، پیش وے برفتند و قصہ وی باز گفتند۔ فرمود کہ وی بہ صحت و سلامت در آنجاست، شما بروید و وی را بیارید، آنہا گفتند: مدت ہفت ماہ باشد کہ وی را در دیواری بر چیدہ انداز کجا وی را بیابیم؟ فرمود شما را بہ این چہ کار، من با شما می گویم کہ وی بہ صحت و عافیت در آنجاست۔ آں جماعت از غایت اعتقاد بہ آں جا رفتند و آں دیوار را بر کندند وی را چنانکہ بود یافتند از وی پرسیدند کہ احوال تو در ایں چنیں جای چگونہ بود؟ گفت شخصے نورانی ہر شام و بامداد نزد من آمدی و مراقوت لا یموت دادی و برفتی، پس وی با آں جماعت از آنجا آمد و سر در قدم شیخ بنہاد و تا وقت مرگ از خدمت وی جدای نخواست"

ترجمہ: حضرت میاں میٹھے مدار قدس اللہ روحہ عظیم ریاضات و مجاہدات والے بزرگ تھے، چناں چہ عمارت (مسجد) کے ایک گوشے میں چالیس سال بسر کیے، سوائے نماز پنجگانہ کے وہاں سے باہر نہیں نکلے، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے، منقول ہے کہ ان کا ایک مرید دنیوی روزگار کے لیے کسی جگہ گیا، وہاں اس کی طرف سے کوئی ایسا امر صادر ہوا جو موجب قتل تھا، پس اس کا سر ایک دیوار میں چنوا دیا گیا، اس کے اہل و عیال نے سات ماہ بعد سنا کہ اس کے ساتھ یہ حادثہ واقع ہوا ہے، وہ حضرت میٹھے مدار کے پاس گئے اور پورا واقعہ بتایا، حضرت نے فرمایا کہ وہ وہاں صحیح و سلامت ہے، تم جاؤ اور اسے لے آؤ، انھوں نے عرض کیا کہ اسے دیوار میں چنے ہوئے سات ماہ ہو گئے ہیں، ہم کہاں اسے پا سکیں گے، حضرت نے فرمایا، تمھیں اس سے کیا غرض؛ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ وہاں صحت و عافیت میں ہے، وہ لوگ عقیدت کے ساتھ میں وہاں گئے اور اس دیوار کو کھریدنے لگے، انھوں نے اسے جیسا تھا ویسا پایا، اس سے انھوں نے پوچھا کہ تیری حالت یہاں کیسی تھی، اس نے بتایا کہ ایک نورانی بزرگ ہر شام میری مدد کے لیے قریب آتے اور مجھے زندگی کی

خوراک دے کر چلے جاتے، پس وہ ان لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلا اور حضرت شیخ میتھے مدار قدس سرہ کے قدم پہ اپنا سر رکھ دیا اور اور اخیر وقت تک ان کی خدمت سے جدا نہ ہوا۔

[ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۸، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۰۰۹ھ]

آپ حضرت قطب المدار قدس سرہ کی دعا سے متولد ہوئے، اور بارگاہ مدار سے آپ کو روحانی فرزند ہونے کا اعزاز ملا، آپ کی ولادت کے تفصیلی احوال بحر زخار اور ثمرات القدس میں مذکور ہیں، حضرت بدخشی نے آپ کے ولادت کے احوال میں یہ بھی درج کیا ہے کہ حضرت قطب المدار نے قاضی محمود کو اپنا خرقہ، دستار اور برقع بطور امانت عطا فرمائے، اور حضرت متھے مدار کی تعلیم و تربیت کے بعد انھیں عطا کرنے کی وصیت کی، بحر زخار میں بھی اس کی قدرے وضاحت ہے، البتہ صاحب ثمرات القدس کے مطابق آپ حضرت متھے مدار کی ولادت سے قبل وصال فرما گئے تھے، جب کہ بحر زخار سے معلوم پڑتا ہے کہ آپ ان کی ولادت کے وقت باحیات تھے، بہر صورت اگر خرقے والی روایت مبنی بر صواب ہے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت متھے مدار حضرت قطب المدار کے بھی خلیفہ ہیں، لہٰذا ثمرات القدس اور بحر زخار میں آپ کو خلیفۂ مدار اعظم قدس سرہ تحریر کیا گیا۔ مگر اس میں کوئی شش و پنج نہیں کہ حضرت متھے مدار اپنے والد گرامی قاضی محمود کنتوری کے بلاواسطہ خلیفہ اور فیض یافتہ تھے، اور آپ اسی سند کو ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ خود حضرت متھے مدار کے خلیفہ حضرت قطب عالم عبد الجلیل چوہڑ بندگی لاہوری متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں:

"قطب العالم فرمودند کہ پوشیدم خرقۂ صوفیہ سلسلہ مداریہ از حضرت شیخ متھہ مدار و ایشاں از پیر خود شیخ محمود سر برہنہ پوشیدند و از حضرت سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار و ایشاں از الخ..."

ترجمہ: قطب عالم شیخ عبد الجلیل نے فرمایا کہ میں نے خرقۂ صوفیہ سلسلہ مداریہ حضرت شیخ متھے مدار سے پہنا، انھوں نے اپنے پیر شیخ محمود سر برہنہ سے، اور انھوں نے حضرت سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار سے پہنا الخ...

[تذکرۂ قطبیہ، ص:۱۰۵، مصنف: خلیفۂ قطب عالم شیخ عبد الجلیل علیہ الرحمہ، ناشر نامی متولی، سال تصنیف: ۹۴۶ھ]

حضرت متھے مدار قدس سرہ نے دس جمادی الاول ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا، اور کنتور میں سپرد خاک کیے گئے، ظہیر الابرار میں ظہیر سہسوانی لکھتے ہیں:

"وفات حضرت ممدوح کی تاریخ دہم جمادی الاول ۹۴۲ ہجری میں ہوئی، مزار آپ کا کنتور شریف میں ہے، قطعۂ تاریخ وفات ؎

شاہ مٹھی مدار قبلۂ دیں   عزم فرمود چوں بخلد بریں

سال نقلش شد از سر الہام   رفت باوے دین بہ علیین"

[ظہیر الابرار، ص:۱۳۴، باب سیزدہم، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء]

تاریخ قسط اول:

۱۶/ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ

ولئی کامل

حضرت سفیان ثوری
رحمۃ اللہ علیہ

از۔ افضل عثمانی

حضرت سفیان ثوریؒ شریعت وطریقت میں کامل اور علوم رسالت کے وارث تھے جس کی وجہ سے عوام نے آپکو امیر المومنین کا خطاب دیا تھا، علوم ظاہری و باطنی پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور بہت سے مشائخین آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ، ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سفیان ثوریؒ کو سماعت حدیث کی دعوت دی اور جب آپ وہاں پہنچ گئے تو فرمایا مجھ کو تو صرف آپ کے اخلاق کا امتحان مقصود تھا ورنہ درحقیقت کسی کام کی غرض سے نہیں بلایا۔

حضرت سفیان ثوریؒ پیدائشی متقی تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے ایام حمل میں ہمسایے کی کوئی چیز بلا اجازت منہ میں رکھ لی تو آپ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی آپ کا اضطرار ختم نہ ہوا آپ کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں مسجد میں رکھ دیا جس کے بعد یہ ندا آئی کہ اے ثوری مسجد کے حق میں یہ گستاخی اچھی نہیں، بس اسی دن سے آپ کا نام توری پڑ گیا، بہر حال یہ ندا سن کر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے اور ہوش میں آنے کے بعد اپنے منہ پر طمانچے لگاتے ہوئے کہنے لگے کہ بے ادبی کی ایسی سزا ملی کہ میرا نام ہی دفترِ انسانیت سے خارج کر دیا گیا، لہٰذا اے نفس اب ایسی بے ادبی کی جرأت کبھی نہ کرنا۔

ایک مرتبہ کسی کے کھیت میں آپ کا قدم پڑ گیا تو فوراً ندا آئی کہ اے ثوری دیکھ بھال کر قدم رکھ، جس پر خدا کا اتنا بڑا اکرم ہو کہ صرف ایک قدم غلط پڑنے پر توبیخ فرمائی گئی تو اس کی باطنی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر بھی اقوال سنے ان پر عمل پیرا رہا، اور آپ کا یہ مقولہ تھا کہ محدثین کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے ، یعنی دوسو احادیث میں سے کم از کم پانچ احادیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حالت نماز میں خلیفۂ وقت نے پنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسی نماز قطعی بے حقیقت ہے اور قیامت میں تیری نماز گیند کی طرح منہ پر ماردی جائے گی۔ خلیفہ نے جھڑک کر کہا کہ خاموش رہو، آپ نے فرمایا حق گوئی میں خموشی کیسی۔

ایک بار جب آپ بیمار ہوئے تو بغرض علاج خلیفہ نے ایک طبیب کو معالجے کے لئے بھیجا، لیکن وہ آتش پرست تھا اور اس نے آپ کے قارورے کی جانچ کرنے کے بعد بتایا کہ ان کا جگر خوف الٰہی سے پاش پاش ہو چکا ہے اور اس کے ریزے پیشاب میں آ رہے ہیں، پھر طبیب نے کہا کہ جس مذہب میں

ایسے ایسے افراد ہوں وہ مذہب کبھی باطل نہیں ہوسکتا، یہ کہہ کر خلوص نیت کے ساتھ وہ مسلمان ہوگیا اور جب یہ واقعہ خلیفہ نے سنا تو کہا کہ میں نے طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا لیکن اب محسوس ہوا کہ مریض طبیب کے پاس پہنچ گیا۔

آپ عہد شباب ہی میں کبڑے ہوگئے تھے اور لوگوں کے بے حد اصرار پر بتایا کہ مرتے دم میرے استاد نے فرمایا کہ میں نے ہدایت وعبادت میں پچاس سال صرف کئے لیکن مجھے یہ حکم ملا کہ تو ہماری بارگاہ کے قابل نہیں ہے اور بعض نے اسی واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میرے تین اساتذہ جو بہت زیادہ عابد وزاہد تھے موت سے قبل تینوں یہودی، نصرانی اور آتش پرست ہوگئے اور اس واقعے سے متاثر ہوکر مجھ پر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ میری کمر جھک گئی اور میں ہمہ وقت خدا سے سلامتیٔ ایمان کی دعا کرتا رہتا ہوں۔

کسی نے اشرفیوں کی دو تھیلیاں آپ کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے یہ پیغام بھیجا کہ چونکہ آپ میرے والد کے دوست ہیں اور اب وہ فوت ہوچکے ہیں، لیکن ان کی پاکیزہ کمائی میں سے یہ تھیلیاں ارسال خدمت ہیں، آپ ان کو اپنے اخراجات کے لئے قبول فرمالیں، لیکن آپ نے وہ تھیلیاں واپس کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ تمہارے والد سے میرے تعلقات صرف دین کے لئے تھے نہ کہ دنیا کے لئے، اس واقعے کی اطلاع آپ کے صاحبزادے کو ہوئی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نادار اور عیالدار ہوں، اگر یہ رقم آپ مجھے دے دیتے تو میرے بہت سے کام نکل سکتے تھے، آپ نے فرمایا کہ میں دینی تعلقات کو دنیوی معاوضے پر فروخت نہیں کرسکتا، البتہ اگر وہ شخص خود تم کو دے تو تم خرچ کرسکتے ہو۔

حضرت سفیان کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے ایک شخص نے جب آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا جب اس شخص نے عرض کیا کہ آپ نے تو کبھی مجھ کو کوئی نصیحت تک نہیں کی جو یہ سمجھ لیا جائے کہ میں اس کا معاوضہ دے رہا ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے دوسرے مسلمان بھائیوں کو تو راستہ دکھایا ہے اب اگر میں تمہارا تحفہ قبول کرلوں تو ہوسکتا ہے کہ میرے قلب میں تمہاری رغبت پیدا ہوجائے اور اسی کا نام دنیا ہے لہٰذا میں خدا کے سوا کسی جانب راغب نہیں ہونا چاہتا۔

آپ ایک شخص کے ہمراہ کسی رئیس کے محل کے نزدیک سے گزرے تو آپ کے ساتھ والے شخص نے محل کو غور سے دیکھا، آپ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ دولت مند تعمیر مکان پر بہت فضول خرچی سے کام لیتے ہیں، اس لئے اس کا دیکھنے والا بھی گناہ گار ہوجاتا ہے۔

آپ اپنے ایک ہمسایے کے جنازے میں شریک ہوئے، تو اس وقت تمام لوگ مرحوم کی تعریفیں کررہے تھے، لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ تو منافق تھا اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو میں جنازے میں کبھی شریک نہ ہوتا اور اس کی منافقت کی دلیل یہ ہے کہ اہل دنیا اس کی تعریف کررہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہل دنیا سے بہت گہرا تعلق تھا اور یہی چیز اس کی منافقت پر دلالت کرتی ہے، ایک مرتبہ آپ نے الٹا کرتا پہن لیا اور جب لوگوں نے سیدھا کرنے کے لئے کہا تو فرمایا کہ میں نے چار حج کئے ہیں اور ان کا اجر میں اس شرط پر تجھے دینے کو تیار ہوں کہ تو اپنی آہ کا اجر مجھے دے دے چنانچہ جب اس نے شرط منظور کرلی تو آپ نے خندہ پیشانی سے اپنے تمام حجوں کا ثواب اس کو منتقل کردیا، پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ "تم نے ایک آہ خرید کر وہ نفع حاصل کرلیا ہے کہ اگر اس نفع کو اہل عرفات پر تقسیم کردیا جائے تو سب مالا مال ہوجائیں"۔

آپ ایک حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نوعمر حسین لڑکا وہاں موجود ہے، آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو فوراً یہاں سے نکال دو، کیونکہ عورت کے ہمراہ تو صرف

ایک شیطان رہتا ہے، لیکن نوخیز اور حسین لڑکے کے ہمراہ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کے سامنے لڑکے کو آراستہ کر کے پیش کریں۔

کھانے کے وقت ایک کتا آ کھڑا ہوا تو آپ نے اس کو روٹی ڈال دی جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ بیوی بچوں کے ہمراہ کھانا کیوں نہیں کھاتے، فرمایا وہ سب خدا کی عبادت میں خارج ہو جاتے ہیں، لیکن یہ کتا میری حفاظت کرتا ہے جس کی وجہ سے میں پرسکون ہو کر یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ گریہ وزاری کرتے ہوئے حج کے سفر پر روانہ ہوئے، اس وقت لوگوں نے سمجھا کہ شاید خوف معصیت سے یہ حالت ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ نہ جانے میرے ایمان میں کچھ صداقت بھی ہے یا نہیں اور گناہوں کی فکر تو اس لئے نہیں کہ رحمتِ خداوندی کے مقابلے میں گناہ ایک بے حقیقت سی شے ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین کو معرفت، عابدین کو قربت اور حکما کو حکمت اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے، گریہ وزاری کی دس قسمیں ہیں جن میں نو حصے ریا سے بھرپور ہوتے ہیں اور ایک حصہ خشیت سے لبریز ہوتا ہے اگر خدا کے ڈر سے ایک آنسو بھی نکل پڑے تو وہ عمر کے اس رونے سے بہتر ہے جس میں خوف الٰہی شامل نہ ہو، پھر فرمایا کہ نیک اعمال والوں کے اعمال کو ملائکہ عمل نیک کے رجسٹر میں درج کر لیتے ہیں۔ اور جب کوئی ان اعمال پر فخر کرنے لگتا ہے تو اعمال کو ریا کے رجسٹر میں منتقل کر دیتے ہیں، سلاطین و امرا سے منسلک رہنے والا عابد بھی ریا کار ہوتا ہے اور زاہد کی شناخت یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر نہ تو ان پر فخر کرے اور نہ اپنے زہد کا ڈھنڈورا پیٹے، زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ موٹا اناج اور بوسیدہ لباس استعمال کرتا رہے اور دنیا سے نہ تو دل لگائے اور نہ امیدوں میں اضافہ کرے گوشہ نشین کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے، کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کر کے گزر اوقات کیسے کرے؟ فرمایا خدا سے خوف زدہ رہنے والوں کو گزر بسر کا غم نہیں رہتا لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا طریقہ یہی تھا کہ عظمت کے بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے، پھر فرمایا کہ اہل دنیا کا سونا بیداری سے اس لئے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دنیا سے دور رہتے ہیں، مخلوق میں پانچ قسم کے لوگ زیادہ ہر دلعزیز ہوتے ہیں، اول زاہد عالم، دوم فقیہ صوفی، سوم متواضع تونگر چہارم شاکر درویش، پنجم شریف سنی، اہل یقین تکالیف کو بجا تسلیم کرتے ہوئے کبھی ناشکری نہیں کرتے، اگر تمہیں کوئی اچھا کہے تو اسے ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔

کسی نے یقین کا مفہوم پوچھا تو فرمایا قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے کہ ہر مصیبت کو منجانب اللہ تصور کیا جائے، لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ "زیادہ گوشت خوروں کو اللہ تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہے"۔ آخر اس میں کیا بھید ہے، آپ نے جواب دیا کہ یہاں گوشت سے مراد غیبت ہے کیونکہ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے مردار گوشت کھا لیا اور اہل غیبت کو خدا تعالیٰ دشمن خیال کرتا ہے۔

آپ نے حضرت حاتم سے فرمایا کہ میں تمہیں ان چار چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں جنہیں عوام نے بربنائے غفلت فراموش کر دیا ہے، اول یہ کہ لوگوں پر اتہام لگا کر ان کو برا بھلا کہہ کر خدا سے غافل بنا دیتا ہے، دوم کسی مومن کے عروج پر حسد کرنا، ناشکری کا پیش خیمہ ہے، سوم ناجائز دولت جمع کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے، چہارم خدا تعالیٰ کی وعید پر خوف زدہ نہ ہونے اور ان وعدوں پر اظہار مایوسی کرنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے اور یہ سب چیزیں نہایت بری ہیں۔

جب آپ کا کوئی ارادت مند سفر کا قصد کرتا تو آپ فرماتے کہ اگر کہیں راہ میں موت نظر پڑے تو میرے لئے آنا، بوقت انتقال روکر فرمایا کہ میں موت کا بہت خواہشمند رہتا تھا، لیکن آج معلوم ہوا کہ موت لاٹھی ٹیک کر دنیا میں سفر کرنے سے کہیں زیادہ دشوار ہے یعنی خدا کے روبرو پیش ہونا آسان کام نہیں، لوگوں کو نصیحت فرماتے کہ موت سے پہلے اس کا سامان مہیا کرلو۔

جس وقت بصرہ میں آپ بیمار پڑے اور حاکم بصرہ کو آپ کی علالت کی اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور جب لوگ تلاش کرتے ہوئے پہنچے تو آپ کو مویشیوں کے باندھنے کی جگہ پایا، اس وقت آپ دردشکم اور پیچش کی وجہ سے شدید اضطراب میں تھے، لیکن ایسی حالت میں بھی ذکرالٰہی سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے آپ رات بھر میں ساٹھ مرتبہ پاخانے گئے اور ہر مرتبہ وضو کرکے نماز میں مشغول ہو جاتے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپ بار بار وضو نہ کریں تو فرمایا کہ میں اس لئے باوضو مرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے سامنے نجس حالت میں نہ پہنچوں۔

حضرت عبداللہ مہندی بیان کرتے ہیں کہ میں موت کے وقت آپ کے پاس ہی تھا اور آپ نے فرمایا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دو کیونکہ اب وقت بالکل قریب ہے چنانچہ میں حکم کی تعمیل کرکے لوگوں کو اطلاع دینے کی غرض سے باہر نکلا اور باہر نکل کر دیکھا کہ ایک جم غفیر ہے اور جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کو حضرت کی نازک حالت کا علم کیسے ہوا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں خواب میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ سفیان ثوریؒ کی میت پر پہنچ جاؤ، چنانچہ جس وقت لوگ اندر داخل ہوئے تو آپ کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی اور آپ نے تکیے کے نیچے سے ایک ہزار کی تھیلی نکال کر فرمایا کہ اس کو فقراء میں تقسیم کردو، اس وقت لوگوں کے قلب میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آپ تو دوسروں کو تو دولت جمع کرنے سے منع کرتے رہے اور خود ایک ہزار دینار جمع کر لئے، لیکن آپ نے لوگوں کی نیت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دیناروں سے میں نے ایمان کا تحفظ کیا ہے، کیونکہ جب ابلیس مجھ سے پوچھتا تھا کہ اب تم کہاں سے کھاؤ گے تو میں جواب دیتا کہ میرے پاس یہ دینار موجود ہیں اور جب وہ سوال کرتا کہ تمہیں کفن کہاں سے نصیب ہوگا اس وقت بھی میں یہی جواب دیتا، حالانکہ مجھے ان دیناروں کی قطعی ضرورت نہ تھی، مگر وسواس شیطانی کے لئے جمع کر لئے تھے۔ یہ فرما کر کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

بخارا میں ایک ایسا شخص فوت ہو گیا جس کا ورثہ شرعی اعتبار سے آپ کو پہنچتا تھا، چنانچہ قاضی نے مال وراثت کو امانتاً جمع کرکے آپ کو اطلاع بھجوادی اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی اور جب آپ بخارا پہنچے تو بستی کے قریب لوگوں نے استقبال کرکے امانت آپ کے سپرد کردی اور وہی رقم آپ کے پاس جمع تھی جس کو مرتے وقت صدقہ کردیا۔

کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ قبر کی وحشت و تنہائی میں آپ نے صبر کیسے کیا؟ فرمایا کہ میرے مزار کو اللہ نے جنت کے باغوں میں منتقل کردیا، پھر کسی اور نے خواب دیکھا کہ آپ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر پرواز کررہے ہیں اور جب اس نے پوچھا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا۔ فرمایا زہد و تقویٰ سے۔

آپ عوام سے بہت شفقت سے پیش آتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک پرندہ قفس میں مضطرب تھا تو آپ نے اس کو آزاد کردیا اور وہی پرندہ آپ کے یہاں پہنچ کر آپ کی عبادت کو دیکھتا رہتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد جنازے پر کبھی روتا ہوا گزر جاتا اور کبھی جنازے پر لوٹتا اور تڑپتا تھا اور جب آپ دفن ہو چکے تو وہ پرندہ اکثر آپ کے مزار پر روتا رہتا تھا۔

☆☆☆

سرگروہ دیوان گان..........

حضرت سید جمال الدین جان من جنتی

از۔ محمد قیصر رضا شاہ مداری سدھارتھ نگر (یو۔ پی)

ملنگان عظام کی جماعت کے امام اول شہنشاہ ترک و تجرید نازش فقر و تفرید حضور سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت پانچویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مولد و مسکن شہر بغداد ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید نا سید محمود اور والدہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی نصیبہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ تاجدار بغداد محبوب سبحانی حضور سیدنا سرکار غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ سیرت وسوانح کی بہت پرانی کتابوں میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔ مراۃ الانساب، خم خانہ تصوف، سیرت قطب عالم، ثمرات القدس وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضور سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمس الافلاک مرجع الاقطاب غوث الاغواث حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکن پوری قدس سرہ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے۔ واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح سے بیان کی گئی ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ بی بی نصیبہ کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ اپنے برادر محترم حضو سیدنا غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اولاد کے لئے دعاء کی درخواست کی۔ حضور سیدنا غوث پاک نے لوح محفوظ کا مشاہدہ فرما کر بتایا کہ بہن! تیری قسمت میں اولاد تو ہے مگر وہ شہنشاہ ولایت مخزن اسرار حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار کی دعاء پر موقوف ہے۔ عنقریب آپ عرب کی سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچنے والے ہیں۔ جب حضور کا ورود مسعود بغداد میں ہو تو پھر تم ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے دعاء کی درخواست کرنا۔ پروردگار عالم سرکار مدار کی دعاؤں کے طفیل تمہیں ضرور اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضور سید الاقطاب سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ پانچویں صدی ہجری میں بلاد عربیہ کی سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچے۔ پورا بغداد ایک عرصے سے آپ کی دید کا منتظر تھا۔ کتنے ہی حاجت مند اسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ جب شاہکار قدرت قطب وحدت شہنشاہ ولایت حضور سیدنا مدار العالمین کا ورود مسعود بغداد میں ہوگا تو ہم بھی اپنی عرضیاں بارگاہ مداریت میں پیش کر کے شادکام ہوں گے۔ پورا بغداد آپ کی تشریف آوری کی خوشی سے جھوم رہا تھا۔ ہر طرح مسرتوں کا سماں چھایا ہوا تھا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو شہنشاہ ولایت کی آمد کی اطلاع دے رہے تھے غرضیکہ پورے بغداد میں آپ کی آمد کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ یکے بعد دیگرے لوگ حاضر بارگاہ ہو کر

فیض مداریت سے مالا مال ہوتے رہے۔ بالآخر وہ وقت بھی آگیا کہ جب ہمشیرہ غوث الوریٰ سیدہ بی بی نصیبہ حضور مداریت پناہ میں حاضر ہوئیں اور بحوالہ محبوب سبحانی حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی اپنا مدعائے دل وبصد ادب واحترام پیش کیا۔ حضور قطب وحدت سیدنا مدار اعظم قدس سرہ نے کمال شفقت کے ساتھ بی بی نصیبہ کی عرضی کو سماعت فرمایا۔ پھر حضرت سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ اللہ عز وجل عنقریب تمہیں دو فرزند سعید عطا فرمائے گا۔ ایک کا نام ''محمد'' اور دوسرے کا نام ''احمد'' رکھنا۔ البتہ آپ یہ وعدہ ضرور کریں کہ بڑے فرزند کو آپ مجھے دے دیں گی۔ قدسی الصفات اس مقدس خاتون نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ آب کی اس شرط کو قبول کرلیا۔

بغداد میں چند روز قیام کے بعد آپ دیگر مقامات کی طرف روانہ ہوگئے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت بی بی نصیبہ کے یہاں ایک فرزند سعید تولد ہوا۔ حسب حکم والدین نے اس نومولود کا نام ''محمد'' رکھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسرے فرزند کی بھی ولادت ہوئی ان کا نام ''احمد'' رکھا گیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضور قطب المدار قدس سرہ پھر بغداد پہونچے۔ پورا بغداد ایک بار پھر آپ کی آمد کی خوشیوں میں جھوم اٹھا۔ بغداد کے اطراف سے بھی لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ جس قدر بھی لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے سبھوں کو شاد کام فرمایا۔ حضرت سیدہ بی بی نصیبہ حاضر بارگاہ ہوئیں اور حضرت مدار پاک کو صاحبزادگان کے ولادت کی خبر دی مگر دل ہی دل میں صاحبزادے کی جدائی کے تصور سے کانپ اٹھیں۔ بڑے صاحبزادے محمد جمال الدین اب سن شعور کو پہونچنے والے تھے جبکہ چھوٹے فرزند سید احمد ابھی ان سے کچھ چھوٹے تھے۔ سرکار مدار العالمین قدس سرہ نے سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ آپ اب اپنا وعدہ پورا کریں یعنی محمد جمال الدین کو میرے حوالے کریں۔ حضور مدار اعظم کی زبان فیض سے یہ جملہ سن کر آپ کی ممتا تڑپ اٹھی مگر وعدہ تو وعدہ اور وہ بھی اتنے عظیم ولی اللہ سے کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی۔ بیساختہ حضرت سیدہ کی زبان سے نکلا کہ حضور! محمد جمال الدین تو انتقال کرگئے۔ آپ خوب جانتے تھے کہ بی بی نصیبہ کو شفقت مادری کے جذبے نے بے اختیار کردیا ہے مگر آپ نے ان سے کچھ نہیں فرمایا۔ بی بی نصیبہ بھی اجازت مانگ کر گھر کی طرف چل پڑی۔ ابھی آپ گھر کے قریب ہی تھیں کہ اطلاع ملی کہ محمد جمال الدین زینے سے گر پڑے اس سے پہلے کہ آپ ان تک پہونچتیں محمد جمال الدین کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ آپ کرب غم سے بیقرار ہوگئیں اور بلا تاخیر افتاں وخیزاں حضور مدار عالم سرکار زندہ شاہ مدار کی بارگاہ میں پہونچیں اور پورا قصہ بیان فرمایا۔ حضور شہنشاہ ولایت مسکرائے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے جاؤ محمد جمال الدین کو میرے پاس لے آؤ۔ جب حضرت محمد جمال الدین کی نعش مبارک آپ کی خدمت میں لاکر رکھی گئی تو آپ نے ان کے سر پر اپنا دست مقدس رکھا اور فرمایا، جمال الدین جان من جنتی اٹھو تمہیں تو دین رسول کی بڑی خدمتیں کرنی ہیں۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ جملے نکلے ہی تھے کہ حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کی بارگاہ سے ملا ہوا خطاب جان من جنتی آج بھی آپ کے اسم مبارک سے جڑا ہوا ہے۔ دیہاتوں میں اکثر لوگ جمن جنتی بھی کہتے ہیں۔ ثمرات القدس میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ بعد ولادت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے اپنے دونوں بھانجوں یعنی حضرت سید محمود کے صاحبزادگان حضرت محمد جمال الدین اور حضرت سید احمد بادیہ کو لیکر خود بارگاہ مداریت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ یہ دونوں میری ہمشیرہ بی بی نصیبہ کے دلبند ہیں۔ آں برادر کی ذات بابرکات سے فائز المرام ہونا چاہتے

ہیں۔اور ایک قول کے مطابق حضور غوث پاک خود ہی بی بی نصیبہ کے فرزندوں کیلئے بارگاہ قطب المدار میں دعاء کی درخواست فرمائی تھی۔آپ کے کہنے پر حضور مدار پاک نے دعاء فرمائی اور حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوگئے واپسی میں جب دوبارہ تشریف لائے تو بی بی نصیبہ حضور غوث پاک کی وصیت کے مطابق اپنے دونوں فرزندوں کولیکر بارگاہ مداریت میں حاضر ہوئیں۔حضور مدار پاک نے بی بی نصیبہ کے فرزندوں کو دل وجان سے قبول فرمایا اور انہیں لیکر استنبول کی طرف روانہ ہوگئے۔اس جگہ ان دونوں عزیزوں کو علم صوری کی تعلیم کے لئے عبداللہ رومی کے حوالے فرمایا اور خود ایک پہاڑی کی گھاٹی میں حبس دم کے اشغال میں واحد حقیقی کے ذکر میں مشغول ہوگئے۔اس جگہ چند سال گزارنے کے بعد خراسان کی طرف ورانہ ہوگئے۔حضرت سیدنا مدار العالمین کی ان ہی نوازشوں کا صدقہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ کا اسم گرامی بھی کاملان طریقت میں سرفہرست ہے۔آپ سے اتنی ساری کرامتیں ظہور میں آئی ہیں کہ انہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔تذکرۃ المتقین وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضرت جان من جنتی قدس سرہ شیر کی سواری اور سانپ کا کوڑا رکھتے تھے۔حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ملاقات کی ہے اور آپ کے فیوض سے خوب خوب مستفیض ہوئے ہیں۔حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

یکے دیدم از عرصہ رود بار
کہ پیش آمدن بر پلنگ سورا
چناں ہول زان حال بر من نشست
کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست
(الخ)

آپ نے تقریباً دنیا کے اکثر ممالک کا سفر فرمایا ہے چونکہ آپ کی عمر پاک بھی کافی طویل ہوئی ہے تذکرۃ المتقین گلستان مدار وغیرہ میں آپ کی عمر شریف چار سو سال تحریر ہے۔آپ کی عمر پاک کا اکثر حصہ حضور قطب المدار قدس سرہ کی خدمت میں گزرا ہے۔آپ حضور مدار الوریٰ قدس سرہ کے بڑے چہیتے اور محبوب نظر مرید وخلیفہ ہیں۔حضور سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کے خلفاء میں جس قدر تقرب آپ کو حاصل ہے وہ اوروں کو میسر نہیں۔آپ حضور مدار قدس سرہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے ہیں۔زیارت حرمین کے بعد حضور مدار اعظم قدس سرہ کاظمین بغداد اور دیگر بلاد عربیہ کا سفر فرماتے ہوئے کربلائے معلی پہونچے پھر یہاں سے نجف اشرف کی زیارت کو تشریف لے گئے۔نجف اشرف میں حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی کو اعتکاف کا حکم دیا اور خود تبلیغ دین فرماتے ہوئے ہندوستانی کی طرف روانہ ہوگئے۔

مثل والجبال اوتادا پھیلے ہوئے تمام ملنگان عظام کے مصدر ومنبع حضور سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی ہی ہیں۔آپ کے سر کے بال بہت بڑے بڑے تھے۔آپ کے بال نہ کٹوانے کی دو روایتیں مشہور ہیں۔ایک تو یہ کہ حضور مدار پاک نے حضرت جان من جنتی کے عہد طفلی میں اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھ کر دعا فرمائی تھی اور دوسری روایت جو تذکرۃ المتقین فی احوال خلفائے سید بدیع الدین کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی کو اجمیر کے ایک پہاڑ پر ذکر حق واشغال حبس دم میں بیٹھا دیا چنانچہ ایک سو پچیس سال تک مسلسل آپ ذکر حق واشغال حبس دم میں بیٹھے رہ گئے۔یہاں تک کہ آپ کے سر سے خون نکلنے لگا۔جب حضور سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت جان من جنتی کے سر پر اپنے دست مبارک سے مٹی مل دی جس سے سبب خون نکلنا بند

ہوگیا۔ جب حضرت محمد جمال الدین قدس سرہ پہاڑ کی گھاٹی سے باہر آئے تو لوگوں نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایسا ایسا واقعہ آپ کے ساتھ پیش آ گیا تھا۔ پھر حضور سید الاقطاب سرکار زندہ شاہ مدار نے آپ کے سر پر خاک ملی۔ جب حضرت نے سنا کہ میرے سر پر میرے آقا حضور مدار الوریٰ نے اپنا دست حق رکھا بس اسی کے بعد سے بال کٹوانا بند کر دیا۔ ملنگان عظام اسی باعث اپنے بال سر سے جدا نہیں کرتے ہیں۔ دور حاضر کے کچھ دیدہ کور قسم کے لوگ ملنگان عظام کے بالوں پر فتویٰ جہالت نافذ کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ محقق زمن ماہر علم وفن فقیہ امت حضرت علامہ الشاہ ابوالحماد مفتی محمد اسرائیل شاہ علوی مداری زید مجدہ نے یہ مقالہ، رسالہ زندہ شاہ مدار بابت مارچ ۲۰۰۷ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ ناصر السالکین، تذکرۃ الفقراء وغیرہ میں ہے کہ حضور جان من جنتی قدس سرہ کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں جبکہ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ گجرات اور یوپی وغیرہ کے بعض علاقوں میں قبیلۂ شاہ کے کچھ لوگوں کو بھی دیوان کہا جاتا ہے۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین رکھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ قبیلۂ شاہ کے حضرات کو دیوان بایں وجہ زیادہ کہا جاتا ہے کہ عہد قدیم میں خاندان علویہ مرتضویہ کے لوگ لشکر اسلام میں منصب دیوان پر ہی زیادہ تر متمکن ہوتے تھے اسی مناسبت سے ان کا یہ منصبی لقب ان کے نسب پر غالب آ گیا افسوس کی بات ہے کہ اکثر دیون حضرات اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ ان کا نسبی رشتہ شیر خدا وارث مصطفیٰ حضور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے۔ کچھ ناپختہ قلمکاروں نے اس معزز قبیلے کی تاریخ کو غیر سمت میں موڑ کر اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے جو کہ قابل مذمت ہونے کے ساتھ قابل تردید بھی ہے۔ انہیں چاہئے کہ اپنی ان ناقص تحریروں سے توبہ و رجوع کر کے عند اللہ والرسول سرخروئی کے اسباب مہیا کر لیں۔ الغرض حضور سیدنا محمد جمال الدین قدس سرہ سے رشتۂ رُشدی رکھنے والے حضرات بھی دیوانگان کہلاتے ہیں جبکہ آپ سے دیوان گان کی بہتر شاخیں نکلی ہیں جو دیوانگان حسینی، دیوانگان سلطانی، دیوانگان رشیدی، دیوانگان دریائی، دیوانگان سرموری، دیوانگان زندہ ولی، دیوانگان آتشی، دیوانگان کالمی، دیوانگان جمشیدی، دیوانگان قدوسی، دیوانگان مداحی، دیوانگان سدھ شاہی وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔

آپ نے پوری زندگی مجردانہ طور پر گزاری ہے یعنی زندگی بھر شادی نہیں فرمائی۔ آپ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ سلسلہ مداریہ کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے۔ بڑے بڑے امراء وسلاطین نے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی ہے اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ شیر شاہ سوری آپ سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوا محل سے نکلتے وقت اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آپ اگر واقعی فقیر کامل ہوں گے تو مجھے آم دیں گے واضح رہے کہ اس وقت آم کا موسم نہیں تھا۔ جب بادشاہ وقت آپ کی بارگاہ میں پہونچا تو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں آدھا آم ہے چنانچہ حضرت سیدنا جمال الدین جن من جنتی قدس سرہ نے وہ آدھا آم شیر شاہ سوری کو دے دیا۔ شیر شاہ سوری نے آم آپ کے ہاتھ سے لے لیا اور درویشی وفقیری کے موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے لگا۔ جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر بادشاہ آم کھا لیتا تو اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ بادشاہت قائم ہو جاتی مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ حضور سیدنا جان من جنتی قدس سرہ کا مقام ومرتبہ درمیان اولیاء بہت ہی بلند وبالا ہے۔ جماعت اولیاء اللہ میں آپ کے مثل ریاضت ومجاہدہ کرنے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو مجمع الفضائل بنا دیا تھا۔ بالخصوص جذب خلائق آپ کا خاص وصف ہے۔ اللہ کی مخلوق

دیکھتے ہی آپ کی گرویدہ ہو جاتی تھی۔ گلستان مدار وغیرہ میں ہے کہ جب آپ جنگلوں میں ہوتے تو چاروں طرف سے جنگلی جانور آپ کو گھیرے رہتے تھے۔ آپ کی عجیب وغریب داستان ہے۔ آپ کی مشہور کرامت آج بھی زبان زدعام ہے کہ ایک مرتبہ حضور قطب وحدت سیدنا مدار العالمین قدس سرہ اور آپ ایک ایسی پہاری پر قیام فرما ہوئے جہاں تقریباً نو سو سادھو مہنت بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان سادھوؤں کا بھنڈارہ صبح وشام چلتا رہتا تھا۔ ایک روز حضور سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے فرمایا کہ جان من جنتی! آپ کشتی لیکر روانہ ہوئے اور سادھوؤں کے پاس پہونچ کر آگ مانگی۔ سب سے بڑا سادھو بولا آگ کیا کیجئے گا آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد گرامی نے مانگی ہے۔ ایک دوسرے مہنت نے کہا کہ شاید کھانا بنانے کے لئے ہی آگ مانگا ہوگا لہٰذا انہیں بجائے آگ دینے کے دو آدمیوں کا کھانا ہی دے دیا جائے۔ حضرت جان من جنتی نے فرمایا کہ نہیں میرے مرشد تو کھانا کھاتے ہی نہیں ہیں البتہ میں ضرور کبھی کبھی کھالیتا ہوں مگر ہمیں کھانے کی حاجت نہیں آگ ہی چاہئے۔ بڑے سادھو نے کہا ٹھیک ہے آپ آگ بھی لے لیں اور کشتی میں کھانا بھی لے لیں۔ جب آپ نے دیکھا کہ سادھو اصرار پر اصرار کئے جا رہے ہیں تو پھر آپ نے اپنی کشتی ان کے حوالے کر دی۔ باورچی کو حکم ہوا کہ اس کشتی میں بھر کر کھانا لے آؤ۔ باورچی نے کشتی میں کھانا ڈالنا شروع کیا مگر کیا کیجئے گا کئی دیگیں ختم ہوگئیں اور کشتی ہے کہ بھرنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔ یہاں تک کہ ساری دیگیں ختم ہوگئیں مگر کشتی نہیں بھری اب تو تمام مہنت سادھو حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے۔ ایک سادھو دوسرے کو حیرت بھرے انداز میں دیکھتے رہے مگر معاملہ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آنے والا تھا۔ آپ کے کمالات وکرامات ان مشرکوں پر ظاہر ہو چکے تھے اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ چکا تھا۔

حضرت سیدنا جمال الدین رضی اللہ عنہ نے عین اسی مقام پر ایک ایسا وظیفہ کیا کہ کچھ ہی دیر کے بعد آپ کے جسم کے سارے اعضاء الگ الگ ہوگئے، سر دھڑ سے جدا ہو گیا یہ کیفیت اور یہ منظر دیکھ کر مہنت لوگ گھبرا گئے لیکن ان میں سے ایک جادوگر جری نڈر مہنت نے آواز بلند کی دیکھتے کیا ہو۔ ان کو بوٹی بوٹی کر کے کھا جاؤ یہ سارے تمہارے کمالات تمہارے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے اور اس مسلمان کی خوبیاں تمہارے اندر سرایت کر جائیں گی۔ مہنتوں کا دماغ پھرا اور انہوں نے آپ کے جسم کے بکھرے اعضاء اور ٹکڑوں کی تکہ بوٹی کی اور پھر ان ظالموں نے انہیں کھالیا۔ ادھر حضور قطب المدار قدس سرہ آپ کا انتظار فرما رہے تھے چنانچہ جب زیادہ تاخیر ہوئی تو آپ خود چل کر پہاڑی پر پہونچے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جمال الدین جان من جنتی تم کہاں ہو؟ حضرت خواجہ جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ نے تمام سادھوؤں کے پیٹ سے جواب دیا کہ حضور! میں مہنتوں کے پیٹ میں ہوں۔ ہر مہنت کے پیٹ سے یہ صدا بلند ہوئی، حضور میں یہاں ہوں۔ حضور سرکار سرکاراں سید زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے فرمایا کہ جلدی سے آجاؤ۔ حضرت جان من جنتی قدس سرہ نے جواب دیا کہ حضور کیسے باہر آؤں تمام راستے گندے ہیں۔ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ تمام سنتوں کے پیٹوں میں سے سب سے بڑے سادھو کے پیٹ میں آجاؤ اور پھر اس کا سر پھار کر باہر آؤ۔ تمام سنت سرکار قطب المدار کی باتیں سن کر سکتے میں پڑ گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقفہ گزرا ہوگا کہ تمام سنوں نے جنہیں رتی رتی کر کے کھالیا تھا وہی شیخ طریقت حضور سیدنا محمد جمال الدین قدس سرہ سب سے بڑے مہنت کا سر پھاڑ کر باہر آگئے جب ان کفار ومشرکین نے اتنی عظیم کرامت دیکھی تو سب کے سب نادم وشرمندہ ہو کر قدم بوس ہوئے اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم پڑھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور دل وجان سے آپ کے مرید وغلام بن گئے۔ بعد میں ان میں سے بہت سارے لوگ نعمت خلافت واجازت سے سرفراز ہو کر صاحب کشف وکرامات بھی ہوئے۔ ان لوگوں سے متعلق اور بھی بہت سارے افراد تھے وہ بھی نعمت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ یہ حیرت ناک واقعہ گجرات میں جونا گڑھ گرنار نامی پہاڑ پر واقع ہوا۔ جس پتھر پر کھڑے ہو کر قطب المدار سرکار نے جان من جنتی کو آواز دی تھی اس پتھر پر آج بھی سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے پائے اقدس کے نشان بنے ہوئے ہیں۔ غور سے دیکھنے پر اس آدمی کو اس میں اپنا چہرہ بھی نظر آتا ہے۔ مدار ٹیکری اجمیری شریف اور مدار یہ پہاڑ محل باری نیپال میں بھی ایسا ہی واقعہ مشہور ہوا ہے۔ (سیر المدار)

حضور سید الاقطاب سیدنا مدار اعظم قدس سرہ کی سیرت پاک کی مشہور کتاب ''مدار اعظم'' میں علامہ حکیم فرید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور سیدی شاہ مدار قدس سرہ آخری سفر حج سے واپسی میں جب خراسان پہونچے تو وہاں کے ایک بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا مگر وہ ملنے نہیں آئے۔ اتفاقاً حضور محمد جمال الدین قدس سرہ ایک طرف سیر کے لئے نکل پڑے وہاں آپ کی ملاقات حضرت شیخ نصیر الدین سے ہو گئی دوران گفتگو حضرت جان من جنتی قدس سرہ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ آپ نے حضور سیدنا مدار العالمین سے ملاقات نہیں کی حضرت نصیر الدین نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی کیا ضرورت ہے وہ بھی ولی ہیں اور میں بھی ولی ہوں۔ حضرت جان من جنتی کو یہ جملہ سخت ناگوار گزرا چنانچہ آپ نے اسی وقت ان کی کیفیت کو سلب کر لیا اور وہاں سے چل پڑے۔ جب سرکار قطب المدار کی خدمت میں پہونچے تو سرکار مدار پاک نے فرمایا جان من جنتی نصیر الدین کی باتوں نے تمہیں ملول کر دیا۔ آپ نے بوجہ ادب کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت نصیر الدین بھی بارگاہ مداریت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور پھر خاموشی کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے حضرت جان من جنتی کی طرف اشارہ فرمایا بعدہ حضرت محمد جمال الدین قدس سرہ نے وہ سلب کی ہوئی نعمت حضرت نصیر الدین کو واپس دیدی۔

حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ یہاں سے دیگر ممالک میں تبلیغ دین فرماتے ہوئے اجمیر پہونچے۔ اجمیر پہونچ کر سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ اور آپ کے برادر حضرت سید احد بادیہ پا کو کوکلا پہاڑی پر چلہ کرنے کا حکم دیا اور خود کالپی کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے۔ ہندوستان میں کئی مقامات پر آپ کے چلے بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ حضرت فخر الدین زندہ دل، حضرت سدھن سرمست، حضرت قطب محمد المعروف بہ قطب غوری علیہم الرحمہ آپ کے قابل ذکر خلفاء میں ہیں۔ آپ کا وصال پر ملال ۱۴ر محرم الحرام ۹۵۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک ریاست بہار کے ضلع پٹنہ کے قصبہ ہیلسہ میں مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆

وہ ہوائے کوئے مدار ہے کہ جہاں جہاں سے گزر گئی
تو فضائے دہر میں ہر طرف وہیں بوئے طیبہ بکھر گئی

ایک زندہ کرامت

پتھر کا شیر غرّا اٹھا، چارسو برس کے بعد پتھر کا شیر دھاڑنے لگا۔

آواز سن کر لوگ بھاگ اٹھے، بیل گاڑی ٹوٹ گئی۔ اورٹریکٹر ٹرالی پلٹ گئی

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور، اسلام کی سچی تاریخ ہے۔ شہر کالپی شریف میں سلسلہ عالیہ مداریہ کے ایک عظیم بزرگ ولی کامل حضرت اسمٰعیل علیہ الرحمہ والرضوان کی کرامت عقیدت مندوں کے لئے ایک زندہ جاوید نشانی بن کر تاریخ کے صفحات پر چمک رہی ہے۔ اور جب تک اس دنیا کا وجود قائم ہے یہ کرامت زندہ رہے گی۔

کالپی شریف سے تقریباً پانچ کلومیٹر دور موضع مدار پور میں ایک تاریخی شیر کے پتھر کے مجسمے کو چرا کر لے جانے والے اس کو غراتا ہوا دیکھ کر اور اس کی بھیانک دہاڑ سن کر ڈر کی وجہ سے بھاگ گئے۔ جس بیل گاڑی پر لادنا چاہا ٹوٹ گئی اور ٹریکٹر ٹرالی پلٹ گئی۔

اسلام میں مجسموں کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ شئی مجسموں کو سمجھا جاتا ہے مگر چونکہ اس شیر کے مجسمے سے ایک ولی کامل کی کرامت کی تاریخ جڑی ہوئی ہے اس لئے لوگ اس کو حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔ شیر کے اس مجسمے کی تاریخ یہ ہے کہ آج سے تقریباً ۴۰۰ چارسو سال پہلے موضع مدار پور کالپی شریف کے آس پاس بہت بڑا جنگل تھا، یہ جنگل آج بھی موجود ہے۔ شیر کی دہشت سے قرب وجوار کے لوگ کافی گھبرایا کرتے تھے اور شیر سے بچنے کے لئے طرح طرح کے طریقے اپنایا کرتے تھے مگر شیر کسی نہ کسی کو اپنا شکار بنا ہی لیتا تھا۔

۱۰۱۸ھ کا زمانہ تھا۔ اسی جنگل میں بیابان اور سنسان مقام پر شہنشاہ ولایت حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس دنوں تک رب کائنات کی عبادت فرمائی اور مخلوق خدا کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رضائے خالق کائنات کی بیش بہا نعمتوں سے فیضیاب فرمایا تھا۔ عاشقان اہل بیت اور محبان اولیائے کرام نے آپ کی عبادت وریاضت کی یادوں کو صبح قیامت تک زندہ رکھنے کے لئے وہاں ایک عمارت تعمیر کردی تھی۔ جس کو قطب المدار کا چلہ شریف کہا جاتا ہے۔ جو آج تک اسی مقام پر موجود ہے۔ جس کا وصف یہ ہے کہ اس مقام پر حضور مدار العالمین کے وسلے سے جو دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔

اس چلہ شریف پر اللہ کے ایک برگزیدہ بندے ولی کامل عارف باللہ جناب محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جنگل ہو یا بیابان اللہ سے محبت کرنے والے کہیں ڈرتے نہیں ہیں۔ ایک دن حضرت محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ مسواک فرمارہے تھے کہ وہی آدم خور شیر سامنے آگیا آپ نے وہی مسواک پھینک کر اس کے ماردیا۔ اللہ کی مرضی اور مصلحت دیکھو کہ شیر اسی وقت پتھر کا ہوگیا۔ تب سے ہی شیر کا یہ مجسمہ چلہ شریف کے پھاٹک پر رکھا ہوا ہے۔ چلہ شریف کے تعلق سے ''آئینہ کالپی'' کے مصنف جناب شبیر احمد

انصاری صاحب نے تفصیل کے ساتھ صفحہ نمبر ۱۲۴ پر تحریر فرمایا ہے کہ یہ خوبصورت اور مضبوط عمارت ہے، اس چلہ پر بھی دوسری مداری خانقاہوں کی طرح سال میں دو بار میلہ لگتا ہے ایک تو بسنت پنچمی کے موقع پر اور دوسرا میلہ ۱۷ جمادی الاول کو حضور مدار پاک کے عرس کے تعلق سے، ان دونوں میلوں میں ہزاروں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کتاب ''آئینہ کالپی'' ایک مضبوط اور مستحکم تاریخی دستاویز ہے جس میں کالپی شریف کے بزرگوں کا ذکر ملتا ہے۔

''آئینہ کالپی'' کے مصنف نے اس پتھر کے شیر کے مجسمے کے تعلق سے ایک شیر کی تاریخ کا مصرعہ بھی لکھا ہے جو مجسمے کے منھ کے سامنے ایک پتھر پر کندہ ہے

کشتہ شہ شیر زبان زا اسمٰعیل
تابر دانگیش بہ پندیراند
ے تاریخ بمن ہاتف گفت
آنچنان مرد کہ مردان میرنند

سب سے پہلے 1983ء میں ایس ڈی ایم SDM کالپی شری شنکر اگروال اس مجسمے پر فدا ہو کر اس کو تحصیل اٹھوا لے گئے تھے۔ ایک رات شیر تیزی سے دہاڑنے لگا تو پہرے دار ڈر کی وجہ سے بھاگ گیا اور نوکری بھی چھوڑ دی۔ تب ایس ڈی ایم کالپی نے اس شیر کے مجسمے کو دوبارہ اسی جگہ رکھوا دیا۔

15 جنوری 1987ء کی رات میں کچھ چوروں نے اس مجسمے کو باندھ کر گھسیٹا وہ اتنا بھاری ہو گیا کہ وہ اسے اٹھا کر نیچے نہ لا سکے۔ پھر اس کو بیل گاڑی پر رکھا تو گاڑی ٹوٹ گئی پھر اس کے بعد ایک ٹریکٹر ٹرالی لائے جن کا نمبر تھا UTW 5810 اس پر لاد کر لے جانے لگے تو کچھ دیر شیر کے غرانے کی آواز آنے لگی چور گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں ٹرالی پلٹ گئی۔ چور ٹرالی چھوڑ کر بھاگ گئے ٹرالی پر ''چوہان کرشی فارم'' لکھا ہوا تھا۔ پتھر کا مجسمہ سات فٹ لمبا دو فٹ اونچا اور سرخ پتھر کا ہے۔

مجسمے کی اپنی کوئی حقیقت نہیں مگر ایک ولی کامل کی کرامت کا اثر دیکھو کہ نہ جانے کتنے لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے کہ اسلام ایک سچا اور مستحکم مذہب ہے۔

☆☆☆

۶۰۶ویں عرس مدار العالمین رضؓ کی تمام عالم اسلام کو دلی مبارک باد

سالانہ عرس پاک ولی کامل عارف باللہ **حضور سید نور الانوار ننھے میاں** رحؒ

سالانہ عرس پاک شیخ طریقت حضور سید مشارق الانوار رحؒ

مورخہ ۱۷ ر جمادی المدار مطابق ۱۲ ر دسمبر ۲۰۲۲ء صبح ۸ ر بجے سے ظہر تک

★★★ شیخ طریقت سید سید الانوار جعفری مداری ★★★

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس

از۔ غنیۃ الطالبین (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سلیمان علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سب نبیوں، مسلمانوں، نیک بندوں اور مقرب فرشتوں پر اللہ کا درود ہو، جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت المقدس سے یمن جارہے تھے تو راستہ میں وادیٔ نمل یعنی چیونٹیوں کے لشکر پر سے اُن کا گذر ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو پیاس لگی اور انہوں نے آپ سے پانی مانگا آپ علیہ السلام نے ہُدہُد کے بارے میں پوچھا۔ ہُدہُد لشکر کے ہمراہ تھا، مگر اس موقع پر موجود نہ تھا۔ چنانچہ کلنگ نے عرض کیا کہ معلوم نہیں ہُدہُد کہاں گیا اور مجھ کو بتا کر بھی نہیں گیا۔

پانی کا نشان بتانا ہُدہُد کے ذمہ تھا، کیونکہ پانی خواہ زمین کی تہہ میں کسی بھی جگہ پر ہوتا، ہُدہُد اپنی چونچ زمین پر رکھ دیتا، جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پتہ چل جاتا کہ یہاں پانی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ پانی نکالنے کے لئے زمین کو کس قدر کھودنا پڑے گا۔ ہُدہُد اس علم کے لئے مخصوص تھا۔ دوسرے پرندے اس سے واقف نہ تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام ہُدہُد سے پانی کا پتہ پوچھا کرتے تھے تو وہ پہلے ہوا میں بلند اُڑتا۔ پھر یہ معلوم کر کے کہ پانی فلاں جگہ ہے، اس جگہ نیچے اُترتا اور اپنی چونچ کی نوک زمین پر لگا دیتا۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کو حکم دیتے اور وہ اس جگہ کو کھود کر پانی نکال لیتے، یہاں تک کہ حوض اور چشمے اس سے بھر لیتے، مشکیں بھی بھر لی جاتیں۔ جن آدمی، چوپائے غرض جو بھی لشکر میں ہوتا، سیر ہو کر پانی پی لیتا۔ پھر یہ سب کوچ کر دیتے۔

غرض جب سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو پیاس لگی اور ہُدہُد کا پتہ پوچھنے پر اس کی کچھ خبر نہ ملی تو سلیمان علیہ السلام کو اس پر سخت غصہ آیا اور آپ نے فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یعنی میں اُس کے پَر اُکھاڑ دوں گا، وہ ایک سال تک نہ اُڑ سکے گا، یا اُسے ذبح کر دوں گا۔ آپ نے اپنی قسم میں استثناء بھی کر دیا (مقصد یہ کہ معافی کے لئے بھی گنجائش رکھ دی) اور فرمایا اگر ہُدہُد نے اپنی غیر حاضری کے بارے میں کوئی معقول وجہ بیان نہ کی تو اُس کا جرم ہرگز معاف نہ کیا جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی پرندے کو سزا دینا چاہتے تو اس کے پَر اُکھاڑ دیتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ہُدہُد تھوڑی دیر کے بعد آ گیا"۔

اور اس کے ساتھیوں نے اُسے بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس پر سخت ناراض ہیں اور اُسے سخت عذاب دینے کا حکم دیا ہے۔ تب ہُدہُد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا، سجدہ کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں دعا کی۔ کہ خدا آپ کو ہمیشہ زندہ رکھے اور دیر تک بادشاہی قائم

رکھے۔ پھر اس نے اپنی چونچ زمین پر رکھ کر اُسے کریدنا شروع کیا۔ ساتھ ہی سر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتا رہا۔ پھر عرض کیا:

''میں نے ایک ایسی جگہ کی سیر کی ہے جہاں آپ ابھی تک نہیں گئے''۔

میں نے وہاں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جس کا آپ کو بھی علم نہیں۔ ہُد ہُد کا مطلب یہ تھا کہ میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کو جنوں نے کبھی نہیں دی۔ انسانوں کو بھی اس کا کچھ علم نہیں۔

ہُد ہُد نے کہا:

''میں آپ کے پاس شہر سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں''۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا خبر ہے۔ ہُد ہُد نے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو سبا پر حکومت کرتی ہے اس کا نام بلقیس ہے اور سرح حمید یہ کی لڑکی ہے۔ اُسے ہر چیز میسر ہے۔ یمن اور اس کے گردونواح کے علاقوں پر حکومت کرتی ہے۔ بڑے جاہ وجلال کی مالک ہے ۔ اس کے پاس بے شمار فوج اور گھوڑے ہیں۔ اس کے جلوس کا تخت عظیم الشان ہے۔ تیس گز اور بعض بیانات کے بموجب اسی گز اُونچا ہے۔ ایس گز ہی چوڑا ہے جواہرات، مروارید اور موتیوں سے مرصع ہے۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ بلقیس اور اُس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر آفتاب کی پرستش کرتی ہے، جو مجوسیوں کا دین ہے۔ بلقیس اور اس کے لشکر کو شیطان مردود نے گمراہ کر رکھا ہے۔ خدا کو سجدہ نہیں کرتے حالانکہ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے والا وہی ہے۔ وہی زمین وآسمان کے بھید جانتا ہے۔ ہر پوشیدہ بات سے باخبر ہے جو کچھ زبان سے کہا جاتا ہے اُسے سنتا ہے۔ عرش معظم پر رہنے والے خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُد ہُد سے کہا کہ تم پانی کا پتہ بتاؤ، اس اثناء میں میں تمہاری بات کا سچ جھوٹ معلوم کرتا ہوں۔ ہُد ہُد نے پانی کا پتہ بتایا جب سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُد ہُد کو بلا کر بلقیس کے نام ایک خط اُسے دیا۔ اس پر مہر لگائی اور ہُد ہُد کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ اسے بلقیس کے پاس لے جاؤ اس کے سامنے پھینک کر انتظار کرو کہ وہ کیا جواب دیتی ہے۔ اس خط میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن ۔ یہ حکم نامہ داؤدؑ کے بیٹے سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔ میرے مقابلہ میں اپنے آپ کو تم بڑا نہ سمجھو۔ مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ اور میری اطاعت کرو۔ اگر تم جن ہو تو میرے غلام بن جاؤ اور اگر تم انسان ہو تو میری فرمانبرداری کرو۔ میرے حکم کی بجا آوری اپنے اوپر لازم کرلو''۔

(سورۂ نمل)

اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہُد ہُد یہ فرمان لے کر بلقیس کے شہر سباء میں گیا تو دوپہر کا وقت تھا، بلقیس اپنے محل کے تمام دروازے بند کئے خواب استراحت کر رہی تھی۔ کوئی شے اس تک نہ پہونچ سکتی تھی۔ دروازوں اور محل کے اردگرد پاسبان مقرر تھے۔ اس کی قوم میں بارہ ہزار جنگجو افسر اور سپہ سالار تھے۔ ہر افسر کے ماتحت ایک لاکھ فوج تھی یہ فوج اُن کی عورتوں اور اولادوں کے علاوہ تھی۔ بلقیس کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو ایک دجن کے لئے باہر آتی اپنے مرصع تخت پر بیٹھ کر قوم کے سارے معاملات کا خود فیصلہ کرتی۔ اس کا تخت سونے کے چار ستونوں پر کھڑا کیا گیا تھا اور وہ اس پر اس طرح بیٹھتی کہ سب کو دیکھ سکتی تھی۔ مگر اُسے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا جو شخص عرض کرنا چاہتا وہ تخت کے سامنے آکر سجدہ کرتا۔ تعظیم کی یہ کیفیت تھی کہ جب تک بلقیس خود اُسے سر اُٹھانے کی اجازت

نہ دیتی وہ سر نہ اُٹھاتا جب اس کی دادرسی ہو جاتی تو بعد میں ملکی اُمور کے بارے میں احکام صادر کرتی، پھر محل میں واپس چلی جاتی اور اس تمام وقت میں کوئی اُسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایک وسیع مملکت اس کے قبضہ میں تھی۔

ہُد ہُد وہاں پہونچا تو سارے دروازے بند پائے محل کے اردگرد پہرے دار تھے۔ چنانچہ وہ اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ آخر ایک سوراخ نظر آیا اس میں سے گذر کر ایک درجہ طے کیا، اسی طرح سات درجے طے کرنے کے بعد بلقیس کے تخت کے پاس پہونچا جو تیس گز اونچا تھا۔ وہ اس پر چت لیٹی تھی، صرف ایک چادر نے اس کے ستر عورت کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس کے سوا اور کوئی کپڑا اس پر نہ تھا۔ اس کے سونے کا یہی معمول تھا کہ سارا لباس اُتار کر صرف ایک کپڑا اوڑھ کر سوتی۔

راوی کا بیان ہے کہ ہُد ہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرمان کو تخت کے ایک کنارے پر رکھ دیا اور خود سوراخ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ تاکہ جواب لے جائے۔ خاصی دیر انتظار کرتا رہا، مگر بلقیس نہ جاگی۔ آخر ہُد ہُد خود آگے بڑھا اور اپنی نوک سے جگایا۔ جاگنے پر اس نے پہلو میں خط دیکھا آنکھیں ملیں اور اسے پڑھنے لگی، پھر فکر کرنے لگی کہ یہ کس طرح یہاں پہنچا۔ کیونکہ سب دروازے بند تھے اور محل کے اردگرد پہرہ تھا۔ باہر آکر دیکھا تو پہرہ دار محل کے گرد ہوشیار موجود تھے۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے کسی شخص کو میرا خاص دروازہ کھولتے یا اندر آتے دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بدستور پہرہ دیتے رہے دروازے بند رہے ہے۔

بلقیس پڑھی لکھی تھی چنانچہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم نامہ پڑھا اور معلوم کیا کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا۔ فرمان پڑھنے کے بعد اُس نے اپنی قوم کے بزرگوں اور امیروں کو بلایا اور کہا میرے پاس ایک بزرگ نامہ پھینکا گیا ہے جس پر مہر لگی ہے اور یہ مضمون درج ہے کہ:

''یہ نامہ سلیمانؑ کی طرف سے آیا ہے اور اس پر بسم اللہ لکھی ہے۔ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو، میری فرمانبرداری کرو اور مطیع ہو کر میرے پاس چلی آؤ''۔

تم لوگ میری قوم کے معزز اور بزرگ ہو، مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ جب تک تم مشورہ نہ دو گے میں اور کوئی کام نہ کروں گی۔

انہوں نے جواب دیا:

''ہم لوگ بڑے بہادر اور عزت دار ہیں، کوئی دشمن ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا (جہاں تک رائے کا تعلق ہے آپ خود دانا ہیں) ہم تو حکم کے بندے ہیں جو آپ کا حکم ہوگا ہم حاضر ہیں''۔

بلقیس نے اس بارے میں سوچنے اور غور وفکر کرنے کے بعد کہا کہ جب بادشاہ مخالفت کے باعث کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس ملک کو برباد کردیتے ہیں۔ ملک کے معززین اور شرفاء کو ذلیل کرتے ہیں۔ لڑائی کے بعد اگر فتح پالیں تو لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں، مقابلہ کرنے والوں کو قتل کردیتے ہیں، اُن کی اولاد کو قیدی بنالیتے ہیں۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ تحفے تحائف دے کر اپنے آدمی سلیمانؑ کے پاس بھیجوں اور دیکھوں وہ کس طرح واپس آتے ہیں اور کیا خبر لاتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ بلقیس نے تحفے دے کر قاصدوں کو سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ تحفوں کی تفصیل یہ تھی: بارہ غلام بھیجے گئے جو سب بے ریش تھے اور ان میں عورتوں کی سی صفات پائی جاتی تھیں۔ ان کی آواز بھی عورتوں جیسی تھی۔ اعضاء نرم تھے۔ عورتوں کی طرح ہاتھوں میں مہندی لگائی تھی، عورتوں کی طرح مانگ نکالے اور کنگھی پٹی کئے ہوئے تھے۔ پوشاک بھی عورتوں کی سی تھی۔ بلقیس نے انہیں ہدایت کردی

تھی کہ جو کچھ پوچھا جائے اس کا جواب عورتوں ہی کے مانند دینا۔ غلاموں کے علاوہ بارہ کنیزیں تھیں جن کی آواز مردوں کی طرح بھاری، اعضاء قوی، سروں کے بال ترشے ہوئے اور مردوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ انہیں بھی تاکید کردی گئی تھی کہ سلیمانؑ کے دربار میں جو بات پوچھی جائے ان کا جواب بے خوف ہوکر دینا۔

خدمت گاروں کے ہاتھ میں مشک، عود اور عنبر سے بھرے ہوئے طباق تھے۔ دودھ دینے والی بارہ اونٹنیاں تھیں۔ دو عدد خرمہرہ یعنی کوڑیاں تھیں۔ ان میں ایک کوڑی میں پیچ در پیچ سوراخ تھا۔ ایک خالی پیالہ بھی روانہ کیا۔ ایک ایسی عورت بھی ساتھ کردی جسے سمجھا دیا گیا کہ سلیمانؑ سے جو بات چیت ہو اسے اچھی طرح یاد کرلینا، پھر آکر مجھ سے بیان کرنا، غلام اور لونڈیوں کو حکم دیا کہ سلیمان علیہ السلام کے حضور بڑے مؤدب ہوکر کھڑے رہیں۔ جب وہ بیٹھنے کے لئے حکم دیں تب بیٹھنا۔ اگر وہ جابر بادشاہ ہوں گے تو تمہیں بیٹھنے کا حکم نہیں دیں گے۔ تب ہم مال دے کر ان کو راضی کرلیں گے، پھر وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اگر بردبار، دانا اور عالم ہوں گے تو تم کو بیٹھنے کا حکم دیں گے۔

قافلہ کی امیر عورت کو ہدایت کردی تھی کہ سلیمان علیہ السلام سے کہنا سوراخ دار کوڑی میں دھاگہ پرو ڈالے اور اس مقصد کے لئے کسی جن یا آدمی کی مدد نہ لے اور بے سوراخ ہے۔ اس میں لوہے، جن یا انسان کی مدد کے بغیر سوراخ کردے۔ اس سے یہ بھی کہنا کہ لونڈیوں اور غلاموں میں تمیز کردے اور خالی پیالہ کو ایسے کف دار پانی سے بھردے جو زمین کا ہو نہ آسمان کا۔ ان امور کے علاوہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کے نام ایک خط بھی روانہ کیا جس میں کئی طرح کے سوال تھے۔

قاصد یہ تحفے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہونچے، تحفے پیش کرکے سب باادب کھڑے ہوگئے، سلیمان علیہ السلام نے ان تحفوں کو دیکھا، مگر اپنی جگہ سے مطلق جنبش نہ کی۔ نہ ہاتھ پاؤں ہلائے، یعنی اس ہدیہ کی کچھ پروانہ کی، نہ اس بارے میں خوشی کا اظہار کیا نہ انہیں خفیف یا حقیر ظاہر کیا۔ قاصدوں نے بھی اس بات کو محسوس کرلیا کہ تحفے دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ خوشی محسوس ہوئی اور نہ انہوں نے حقارت ظاہر کی ہے، نہ ہی کوئی توجہ دی ہے، جس سے ظاہر ہو کہ انہوں نے تحفے قبول کرلئے۔

اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے سر اُٹھایا اور قاصدوں کی جانب دیکھ کر فرمایا زمین اور آسمان خدا کا ملک ہے، خدا نے آسمان کو بلند کیا اور زمین کو بچھایا، تاکہ جو اس پر کھڑا ہونا چاہے کھڑا ہوجائے جو بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد قافلہ کی امیر عورت آگے بڑھی اور دونوں کوڑیاں جو ساتھ لائی تھی ران کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا کہ آدمیوں اور جنوں کی مدد کے بغیر سوراخ دار کوڑی میں دھاگہ پرو دیں کہ وہ دوسری طرف نکل جائے اور دوسری کوڑی میں (جو سوراج کے بغیر تھی) آدمیوں اور جنوں اور کسی لوہے کے آلہ کے بغیر آر پار سوراخ کردو۔ پھر اس نے پیالہ پیش کیا اور کہا کہ بلقیس کی درخواست ہے، اس پیالہ کو کف دار میٹھے پانی سے بھردو، ایسا پانی جو نہ آسمان کا ہو نہ زمین کا بعد ازاں غلاموں اور لونڈیوں کو پیش کیا اور عرض کیا کہ بلقیس نے کہا ہے کہ ان لونڈیوں اور غلاموں کو الگ الگ کردیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک کے بزرگوں کو بلایا اور پوچھا تم میں کوئی ہے جو اس کوری میں دھاگہ پرودے کہ وہ دائیں سے ہوکر بائیں طرف نکل جائے؟ ایک کیڑا جو رطب میں رہتا ہے اور اس کا رنگ سُرخ ہوتا ہے بولا میں اس کا م کو کرسکتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے لئے روزی مقرر کردیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کردوں گا چنانچہ کیڑے

نے دھاگہ اپنے سر سے لپیٹ لیا اور کوڑی میں سوراخ کرتا ہوا گھسا اور اسے کرید کر بائیں طرف نکل آیا۔ اس خدمت کے عوض حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی روزی مقرر کردی۔

پھر آپ نے دوسری کوڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ لوہے کے آلہ کے بغیر اس میں کون سوراخ کرسکتا ہے۔ ایک سفید رنگ کے کیڑے نے جو لکڑی میں رہتا ہے سر اُٹھایا اور کہا اے بادشاہ! اس خدمت کو میں سرانجام دونگا بشرطیکہ آپ لکڑی میں میری روزی مقرر کردیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ چنانچہ وہ کیڑا کوڑی سے لپٹ گیا اور برمے کی طرح اس میں چھید کرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے عوض میں اس کی روزی مقرر کردی۔

تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عربی گھوڑے منگائے اور حکم دیا کہ انہیں میدان میں دوڑاؤ۔۔۔ جب وہ دوڑتے دوڑتے تھک گئے اور پسینہ پسینہ ہوگئے تو آپ نے فرمایا اس خالی پیالہ کو ان گھوڑوں کے پسینہ سے بھر دو۔ چنانچہ وہ پیالہ ان گھوڑوں کے پسینہ سے بھر گیا۔ آپ نے فرمایا کف دار میٹھا پانی جو زمین کا ہے نہ آسمان کا وہ یہ ہے۔

پھر فرمایا پانی لاؤ اور خدمت گاروں سے کہو کہ وضو کریں تاکہ غلام اور لونڈی میں تمیز ہو جائے، پانی لایا گیا پہلے عورتوں نے ہاتھ دھونے شروع کئے، ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ میں پانی کا برتن پکڑتی اور اس میں سے اپنی دائیں ہتھیلی پر پانی ڈال کر اپنا بایاں بازو دھوتی۔ پھر اسی طرح دائیں ہاتھ میں پکڑ کر دایاں بازو دھوتی۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ لونڈیاں ہیں۔ انہیں آپ نے ایک طرف کردیا۔ اس کے بعد خدمت گار اپنے ہاتھ دھونے لگے۔ انہوں نے پہلے دایاں ہاتھ دھویا اس کے بعد بایاں جس سے پتہ چل گیا کہ یہ غلام ہیں۔ آپ نے ان کو بھی الگ کردیا یہ تعداد میں بارہ تھے۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سوالات میں غور و فکر کر کے اُن کے ایک ہزار جواب لکھ دیئے یہ جوابات اور ہدیے قاصدوں کو واپس کردیئے اور کہا کہ کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ یاد رکھو جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے، یعنی بادشاہی اور پیغمبری، یہ نعمتیں تمہارے مال سے کئی درجہ بہتر ہیں، تمہارے ہدیے تمہیں ہی خوش کرسکتے ہیں مجھے نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام خط لکھ کر ہُد ہُد کو دیا کہ اُسے پہونچا دے اور کہہ دے کہ ہمارے پاس زبردست لشکر موجود ہیں، ہم انہیں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے اور تمہارے آدمی ہرگز میرے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے ہم انہیں وہاں سے نکال کر ذلیل و خوار کریں گے اور وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں گے۔

ہُد ہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا نامہ بلقیس کو پہونچا دیا۔ اس اثناء میں قاصد بھی واپس پہونچ گئے تھے۔ انہوں نے جو کچھ وہاں دیکھا بلقیس سے بیان کردیا۔ سلیمان علیہ السلام کا جواب بھی بلقیس کو نکال کر دکھایا تب بلقیس نے اپنے آدمیوں کو بلا کر سمجھایا کہ یہ آسمانی معاملہ ہے اس سے مخالفت اچھی نہیں۔ اور ہم میں سلیمان علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔

پھر بلقیس اپنے تخت کے پاس آئی اور اسے ساتویں کوٹھری میں بند کر کے اس پر پہرے دار مقرر کردیئے کہ اس کی حفاظت کریں اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئی۔

ہُد ہُد پہلے ہی سلیمان علیہ السلام کے پاس واپس آگیا تھا اور انہیں اطلاع کردی تھی کہ بلقیس خود آرہی ہے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک کے آدمیوں کو جمع کر کے کہا کہ اے سردارو! تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلقیس

کے یہاں پہونچنے سے پہلے اس کے تخت کو میرے پاس پہونچا دے کیونکہ اگر بلقیس پہلے پہونچ گئی اور اسلام میں داخل ہوگئی اس کے ساتھ صلح کی بات ہوگئی تو میرے لئے اس تخت کا لینا حلال نہ ہوگا۔

اس موقع پر ایک جن حاضر ہوا جنہوں میں بہت سخت اور ہیبت ناک تھا، کہنے لگا۔ پیشتر اس کے کہ آپ عدالت برخاست کریں اور یہاں سے اٹھیں میں تخت لاکر آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو دوپہر تک عدالت لگانی تھی۔

جن نے کہا کہ آپ میری دیانت داری کا یقین کریں تخت میں جو جواہرات، موتی، زمرد اور سونا چاندی جڑا ہوا ہے اُسے پوری احتیاط کے ساتھ کسی قسم کی بددیانتی کے بغیر آپ کی خدمت میں پہونچادوں گا جن کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا ایک اتنا تھا جہاں تک اس کی نظر پہونچتی تھی۔

اس موقع پر کتاب اللہ کا ایک عالم کھڑا ہوا جو اسم اعظم (یا حی یا قیوم) جانتا تھا کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے کے بعد ارادہ کرتا ہوں۔ اللہ کی کتاب میں دیکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے کے بعد میں اس تخت کو اس جن سے بھی پہلے لاسکتا ہوں۔ اتنی جلدی جتنی دیر میں آپ کی نظر واپس آتی ہے۔ اس شخص کا نام آصف بن برخیان بن شعیا تھا (مفسرین کہتے ہیں کہ جس شخص کے متعلق قرآن کریم میں یہ مذکور ہے کہ ''اس کے پاس کتاب کا علم تھا'' اس کا نام آصف بن برخیا تھا۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳، تاریخ ابن کثیر جلد ۲، اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معتمد خاص اور کاتب (وزیر) تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ بعض مفسرینؒ نے کچھ اور نام بھی بیان کئے ہیں (تفسیر ابن کثیر میں یہ نام بھی درج ہیں مگر زیادہ پہلے قول ہی کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس مسئلہ پر بھی بہت بحث کی جاتی ہے کہ وہ جنوں میں سے تھا یا انسانوں میں سے۔ ضحاکؒ، قتادہؒ اور مجاہدؒ کا بیان ہے کہ وہ انسانوں میں سے تھا۔ احمد مصطفیٰ صدیقی راہی) اس کی ماں کا نام باطورا تھا، جو بنی اسرائیل میں سے تھی۔

آصف نے جو یہ بات کہی تھی کہ میں تیری نگاہ کے تیری طرف لوٹنے سے قبل تخت کو لے آؤں گا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ جس چیز پر آپ نگاہ کریں اور وہ آپ کے پاس لے آئے (اس میں جتنا وقت لگتا ہے) اس سے بھی پہلے تخت کو لے آؤں گا، یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو ایسا کرے تو غالب آیا۔ ورنہ تو مجھے جنوں میں رسوا کرے گا۔ حالانکہ میں انسانوں اور جنوں دونوں کا بادشاہ ہوں۔

آصف اُٹھا، وضو کیا، سجدہ میں گیا۔ اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی یا حی یا قیوم کہا (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذوالجلال والاکرام پڑھنے سے انسان کی دعا قبول ہوجاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی کی مراد برآتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ بلقیس کا تخت جس جگہ رکھا تھا وہاں سے وہ زمین کے اندر دھنس کر غائب ہوگیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس سے باہر آیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بڑی کرسی پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھا کرتے تھے اور ساتھ ہی ایک چھوٹی کرسی پر اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ بلقیس کا تخت اسی چھوٹی کرسی کے نیچے سے ظاہر ہوا۔

جب جنوں نے دیکھا کہ تخت پہونچ گیا ہے تو انہوں نے سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ آصف تخت کو تو لے آیا ہے مگر اسے بلقیس کو یہاں لانے کی قدرت حاصل نہیں۔ آصف نے کہا کہ میں یہ بھی کرسکتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک محل تیار کیا جائے جس میں ایک دیوان خانہ ہو۔ اس کے سامنے شیشے کا ایک صحن بنایا جائے، جو ایسا صاف ستھرا بنایا جائے کہ ایسا

معلوم ہو جیسے اس میں پانی جاری ہے۔ اس میں مچھلیاں بھی دکھائی دیں، یعنی دیکھنے والے کو وہ ایک شفاف چشمہ نظر آئے، جس میں مچھلیاں تیر رہی ہوں۔ دیوان خانہ کے وسط میں کرسی ہو اور گرد مصاحبوں کی کرسیاں قرینے سے لگی ہوں۔ چنانچہ ان تمام احکام کی اسی طرح تعمیل کی گئی۔

جب سارا کام درست ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے مصاحبوں اور مشیروں سمیت وہاں پہونچے اپنی کرسی پر بیٹھے دوسرے ساتھی بھی اپنی اپنی نشستوں میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد جنات کی قوم کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آئے۔ یہ تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کا نقشہ۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب دنیا کے شہروں کی سیر مقصود ہوتی تو آپ خود اور آپ کے تمام مصاحب اسی طرح اپنی نشستوں میں بیٹھ جاتے۔ پھر ہوا کو حکم ہوتا کہ محفل کو ہوا میں اٹھا لے۔ چنانچہ ہوا ان سب کو زمین اور آسمان کے درمیان فضا میں لے کر اُڑتی۔ اور محفل کے سب آدمیوں کو سیر کرائی جاتی۔ پھر آپ کا حکم ملنے پر محفل کو زمین پر اُتار دیا جاتا۔ دوبارہ ہوا کو حکم دیتے تو وہ اُٹھا کر دوسرے شہر میں لے جاتی۔ غرض حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس اسی طرح جما کرتی تھی جس طرح بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں امراء اور ارکانِ دولت ہوا کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار سجالیا سب لوگ قرینے سے بیٹھ گئے تو آصف برخیا آپ کی خدمت میں آئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ اسم اعظم پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی جس کے ساتھ ہی اچانک بلقیس بھی دربار میں حاضر ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ادب سے کھڑی ہو گئی۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت خضرؑ تھے جو اسم اعظم جانتے تھے (آصف برخیا نہ تھے) اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کا داروغہ حنبہ بن عاد تھا۔

بہر حال جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اپنے سامنے حاضر دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اُس نے مجھے آزمایا کہ ملک اور دولت جو مجھے عطا ہوئی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہوں اور جب میں ایسے شخص کو دیکھوں جو علم و فضل میں مجھ سے زیادہ ہے اور خواہ رتبہ میں مجھ سے کم ہو میں اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤں جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے کیونکہ اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر کوئی شخص ناشکری اور کفرانِ نعمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے۔ اور بخشنے والا ہے، وہ جلد عذاب نہیں دیتا۔

جب جنوں نے بلقیس کو دیکھا اور اس کی کیفیت کا انہیں پتہ چلا تو انہیں خیال آیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کہیں بلقیس سے نکاح نہ کریں۔ یہ خدشہ انہیں اس لئے تھا کہ بلقیس جنات کے حالات سے اچھی طرح واقف تھی۔ اس واقفیت کی وجہ تھی کہ بلقیس کی ماں جنوں کی قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا نام عمیرہ تھا اور وہ عمرو کی بیٹی تھی بعض اس کی والدہ کا نام رواحہ بیان کرتے ہیں جو سکن کی بیٹی تھی اور سکن جنوں کا بادشاہ تھا۔

اس خدشہ کے تحت جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بلقیس دانا نہیں بلکہ ناقص العقل ہے۔ اس کے پاؤں گدھے کے سموں جیسے ہیں (بلقیس کے پاؤں ٹیڑھے ضرور تھے اور ان پر بال تھے) یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ اس کی تصدیق کریں اور عقل کو آزمائیں اور اس کے پاؤں بھی دیکھیں۔

آپ نے اسی غرض سے محل کے صحن میں شیشے کا فرش بنایا تھا۔ کاری گروں نے اس میں آب رواں کا ایسا نقشہ بنایا تھا یہ دھوکہ ہوتا تھا کہ یہ کوئی گہری نہر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی حکم دیا کہ بلقیس کا جو تخت منگایا گیا ہے اس میں

بھی کچھ کمی بیشی کر کے اس کی ہیئت بدل دی جائے ۔ یہ کام بھی بلقیس کی عقل کو پرکھنے کے لئے کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ''اس کے لئے اس تخت میں تبدیل کر دو'' یعنی اس شناخت کے لئے کہ یہ بلقیس کا ہے اس کی ہیئت بدل دی جائے پھر دیکھا جائے کہ وہ اسے پہچانتی ہے یا نہیں؟

جب بلقیس محل میں داخل ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے محل کے دیوان خانے میں لے جانے کا حکم دیا۔ جہاں اُن کی کرسی بچھی تھی ۔ دیوان خانے میں جانے کے لئے مذکورہ بالا صحن سے گذرنا پڑتا تھا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ چنانچہ جب بلقیس وہاں سے گذرنے لگی تو اس نے دیکھا کہ ایک گہرا دریا پانی سے بھرا ہے۔ دل میں کہنے لگی کہ سلیمان علیہ السلام مجھے ڈبونا چاہتے ہیں۔ بہرحال اس نے اپنے پائچے اٹھا کر اسے عبور کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ جب صاف اور شفاف صحن سے گزرنے لگی تو اس کی چمک دار پنڈلیوں پر بال بھی نظر آ گئے اگرچہ اس کی پنڈلی پر بال تھے مگر وہ بڑی حسین، خوبصورت اور پری جمال عورت تھی۔ مخالفوں نے اس کے متعلق جو جھوٹ بات کہی تھی اور اس جو تہمت لگائی تھی وہ لغو تھی ۔ بعد ازاں بلقیس کو بتا دیا گیا کہ آئینہ بندی کا یہ محل اور اس کا اس قسم کا یہ صحن جو گرد وغیرہ سے بالکل پاک ہے اسی لئے بنایا گیا ہے۔

اب بلقیس بے خوف ہو کر سلیمان علیہ السلام کے پاس گئی۔ اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی پنڈیوں پر بال دیکھ لئے تھے، مگر اس کی نزاکت کی خوبی پر فریفتہ ہو گئے تھے۔

اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے پوچھا کہ یہ جو تخت رکھا ہے، کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے۔ بلقیس نے اُسے پہچانا یا نہ پہچانا تاہم اپنے دل میں کہا کہ میرا یہ تخت یہاں کیسے آ گیا، میں تو اسے ساتویں گھر میں چھپا آئی تھی اور اس پر نگہبان مقرر کر دیئے تھے ۔ بالآخر اس نے پہچان لیا کہ یہ وہی تخت ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہمیں پہلے ہی یقین تھا کہ اسے پہچان لے گی۔

بلقیس مجوسی دین سے تعلق رکھتی تھی، مگر ہم مسلمان ہیں بلقیس نے سوچ کر دل میں کہا کہ میں نے جو یہ سمجھا کہ سلیمان علیہ السلام مجھے ڈبونے کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بعض کہتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب تھا کہ میں نے بڑی غلطی کی کہ اب تک سورج کی پرستش کرتی رہی۔ اب حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لاتی ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کروں گی، اب میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے اور عذاب کا مستحق ہونے سے بچالیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے نکاح کرلیا، پھر حکماء نے اس کو پنڈلی وغیرہ کی صفائی کے لئے نورہ استعمال کرنے کو کہا، جس سے سب بالوں کی صفائی ہوگئی۔ بعد ازاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے چیزوں کا حال پوچھا۔ بلقیس نے بھی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کئی باتیں پوچھیں۔ آپس میں خلوت ہوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلقیس حاملہ ہوئی۔ جب ایام حمل پورے ہوئے تو بچہ پیدا ہوا، جس کا نام داؤد رکھا۔ مگر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی میں ہی اس فانی دنیا سے کوچ کر گیا، کچھ مدت کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی وفات پائی (سورۂ سبا میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنوں کی ایک بڑی تعداد عمارتیں بنانے میں مصروف تھی کہ سلیمان علیہ السلام کو پیغامِ اجل آ پہنچا، مگر جنوں کو اس کی خبر نہ ہوئی اور وہ اپنے کام میں لگے رہے۔ عرصہ کے بعد جب دیمک

نے لاٹھی کو چاٹ کر اس توازن کو خراب کر دیا جس کے باعث حضرت سلیمان علیہ السلام لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے نظر آتے تھے اور وہ گر گئے۔ تب جنات کو علم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے ہیں) ان کے ایک ماہ بعد بلقیس کا بھی انتقال ہو گیا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نکاح کے بعد بلقیس کو ایک شہر عطا فرمایا جس کے خراج سے وہ اپنا گزارہ کرتی تھی جب وہ حاملہ ہو گئی تو سلیمان علیہ السلام نے اس شہر میں بھیج دیا، وہ اس شہر کی حکمراں بنی رہی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مہینہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس سے بلقیس کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (کتب تفاسیر میں ایسا ہی منقول ہے، مگر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں نفی یا اثبات دونوں حیثیتوں سے اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے)

واقعہ کا ماحصل

اس باب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ عقلمند مسلمان گزشتہ امتوں کے نیک نہاد بزرگوں اور بدکار آدمیوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں بداعمالوں کے انجام سے نصیحت اخذ کریں۔ نیک نہادوں کو اُن کے نیک اعمال اور طاعت الٰہی کے عوض میں جو بزرگی اور مرتبہ حاصل ہوا اور بدبختوں اور ظالموں کو اُن کے برے افعال کی جو سزا ملی اور انہیں ذلت وخواری نصیب ہوئی، اس میں غور وفکر کریں، کیونکہ اس میں عبرت وبصیرت کے پہلو ہیں، اس واقعہ میں اللہ کی قدرت کے کرشمے دیکھیں کہ اللہ نے کس طرح اپنے دوستوں کو کافرہ کے ملک وغیرہ پر قابض کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے مالک حقیقی کو سچے دل سے اطاعت کی اور اس کے فرماں بردار رہے جس کے بدلے میں اللہ نے انہیں جنوں اور انسانوں پر بادشاہ بنایا اور بلقیس کا ملک اُن کے قبضہ میں دے دیا۔

بلقیس کے ماتحت بارہ ہزار دلیر اور بہادر افسر تھے۔ ہر افسر کے ماتحت ایک لاکھ جنگی جوان تھے، اس کے مقابلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں صرف دو لاکھ جنگی آدمی اور دو لاکھ جن تھے۔ دونوں لشکروں کا فرق بخوبی ظاہر ہے، مگر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اطاعت گزاری کے سبب ظفریاب ہوئے اور بلقیس اپنے کفر اور نافرمانی کے باعث ان کی مطیع بنی۔

اے لوگو! خوب یاد رکھو کہ اسلام غالب آتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر کبھی غلبہ نہیں دیتا (کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہوں) اسی طرح جب تو بھی اللہ کے فضل سے ایمان لائے گا (مراد یہ ہے کہ تمہارے کام سچے مسلمانوں اور مومنوں جیسے ہوں گے) تو دنیا میں اپنے دشمنوں سے محفوظ رہے گا، آخرت میں جلتی آگ سے نجات پائے گا، جس طرح کوئی سیدھا راستہ بناتا ہوا آگے آگے چلتا ہے اسی طرح آگ تیرے آگے چلے گی اور خادم کی طرح تیری تعظیم کرے گی۔ تجھ سے مخاطب ہو کر کہے گی، میں تیرے مالک کی فرماں بردار ہوں، اس کا حکم بجالاتی ہوں، آپ کے ایمان کے لو نے میری بھڑک کو ٹھنڈا کر دیا۔ نرم الفاظ میں کہے گی کہ اے مؤمن تو بہت بزرگ اور صاحب نور ہے، تیرے بادشاہ کی طرف سے تجھے عمدہ خلعت پہنایا جاتا ہے جو تیرے لئے عزت کا باعث ہے، سو آپ بڑے آرام سے ٹھنڈے اور سیدھے راستے پر چلے جائیں گے۔ تمام باقی بندے بھی آپ کی عزت وتکریم کرنا اپنے اوپر واجب قرار دیں گے۔

جو لوگ کافر ہوں گے یہ آگ اُن کے ساتھ ایسی ہی غضب ناکی سے پیش آئے گی جس طرح دشمن کے ساتھ پیش آتے ہیں اور اس کو قبضہ میں کر کے اس سے بدلہ لیتے ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، دوزخ کی آگ دُور سے کافروں

کو دیکھ کر جوش میں آئے گی۔ کافر لوگ اس کی غضب ناک آواز سنیں گے سواگر تم دنیا اور آخرت کی عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو خدا کی عبادت کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو، خدا کی رحمت سے تمہیں عزت حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت خدا کے لئے ہے۔ فرمایا عزت خدا اور اس کے پیغمبروں اور مومنوں کے لئے ہے مگر منافق اس بات کو نہیں جانتے۔

اے اخلاص اور ایمان کا دعویٰ کرنے والے! مگر دل میں منافقت رکھنے والے! تیرا شرک اور تیرا نفاق آنکھوں کا پردہ ہے جس کے باعث تمہیں خدا کی شان دکھائی نہیں دیتی، نہ ہی اس کے برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور مومنوں کی صفات نظر آتی ہیں، اگر تو سچے دل سے شرعی احکام بجالائے اور اُن کے جلال کا یقین کرے تو ہر موذی کی ایذا سے بچے گا، شیطان کے مکر، جنوں اور انسانوں کے آزاد سے محفوظ رہے گا، آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بھی نجات پائے گا تو کامیاب اور تیرے دشمن ذلیل ہوں گے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا''۔ (دین میں)

پھر فرماتا ہے: ''اگر تم سست نہ پڑ جاؤ اور صلح کی طرف بلاتے رہو تو تم غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہوگا، مگر تمہارے دل پر غفلت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، اس پر رنگ آ گیا ہے۔ ایسے دلوں کو افسوس اور پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ قیامت دن دلوں کی (پوشیدہ) باتیں ظاہر ہو جائیں گی، اس روز بہت ہنگامہ اور شور ہوگا وہ دن یقیناً آئے گا اور تم سب حاضر کئے جاؤ گے۔ تم میں سے کوئی نہ چھپ سکے گا۔ سب لوگ گروہ در گروہ ہوں گے۔ اُن کے اعمال نامے اُن کے ہاتھ میں ڈیئے جائیں گے جس نے ذرہ برابر نیکی یا بدی کی ہوگی وہ اس اعمال نامے میں لکھی ہوگی۔

ذرہ، غبار کے اس ریزہ کو کہتے ہیں جو سورج کی شعاع میں سوئی کی نوک کے برابر نظر آتا ہے کہا جاتا ہے کہ اگر چار ذرے اکٹھے کر دیئے جائیں تو وہ رائی کے ایک دانہ کے برابر ہوتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ایک چھوٹی سرخ رنگ کی چیونٹی کو ذرہ کہتے ہیں اور وہ اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ جب چلتی ہے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ چل رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں جو کے ہزارویں حصہ کو ذرہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو زمین پر مار کر پھر اُٹھالیا جائے تو جو چیز ہاتھ سے لگ جائے وہی ذرہ کہلاتی ہے۔

سو جس دن تیرے اعمال تولے جائیں گے۔ اس دن تیرا کیا حال ہوگا۔ اس روز اس وزن (ذرہ) کے برابر بھی وزن میں کمی بیشی نہ کی جائے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس دن حشر برپا ہوگا، اس دن پرہیزگار لوگ اپنے رحمٰن کے پاس بلائے جائیں گے اور گروہ در گروہ بن کر جائیں گے گنہگار لوگ پیاسے ہی جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے اس دن ہر شخص کا پوشیدہ راز ظاہر کیا جائے گا۔ اور پتہ چل جائے گا کہ یہ مومن ہیں اور یہ کافر۔ یہ صدیق ہیں اور یہ منافق، موحد، مشرکوں سے اور دوست دشمنوں سے پہچانے جائیں گے۔ حق پر چلنے والے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے میں فرق ہو جائے گا پس تجھے اس دن کے خوف اور اس کی دہشت سے ڈرنا چاہئے کیونکہ تجھے کچھ علم نہیں کہ تو ان دونوں فرقوں میں سے ہے کس فرقے میں ہوگا۔

(ماخوذ از غنیۃ الطالبین)

☆☆☆

منقبت شریف

(رئیسؔ شاکری ردولوی)

پوری جوانیوں پہ ہے موسم بہار کا
جس دن سے چاند دیکھا گیا ہے مدار کا

سر پر ہو جیسے فضل کی چادر تنی ہوئی
احسان ہے یہ تیری گلی کے غبار کا

بے جان زندگی میں عقیدت لئے ہوئے
کیا کیا خیال آیا ہے زندہ مدار کا

سر پر ادب سے رکھ لیں تری پاک جوتیاں
چھیڑا گیا جو ذکر کسی تاجدار کا

سرکار میں رئیسؔ مگر بے مکان ہوں
لے لیجئے سلام غریب الدیار کا

منقبت شریف

(علامہ ادیب مکن پوری)

سجدے میں آگیا ہے جمال آفتاب کا
گوشہ الٹ دیا ہے جو تم نے نقاب کا
منظر ہے پیش ان کے رخِ لاجواب کا
نظارہ کر رہا ہوں خدا کی کتاب کا
پڑ جائے جو ذرا سا بھی عکسِ رخِ مدار
آئینہ تھام لے ابھی دامن حجاب کا
ولیوں میں یوں ہی شان ہے قطب المدار کی
پھولوں میں جس طرح سے ہے رتبہ گلاب کا
بڑھ بڑھ کے لوگ داخل اسلام ہو گئے
کھولا ہے تم نے ہند میں در انقلاب کا
سرکار نے حیات کے معنی بدل دیئے
سمجھے تھے ہم حیات کو عالم ہے خواب کا
وہ سامنے ہے روضہ قطب جہاں ادیبؔ
فرمایئے خیال ہے اب کیا جناب کا

دنیائے سنّیت کا ایک عظیم مجاہد

رحمۃ اللہ علیہ

دیوان نور محمد موتی شاہ

دیوان نور محمد موتی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یک شخصیت دنیائے سنیت بالخصوص وابستگان سلسلہ عالیہ مداریہ کے لئے ایک روشن آفتاب کی طرح زندہ وتابندہ ہے۔ ان کی مثال زندگی لاکھوں مسلمانوں کے لئے نہایت سبق آموز بنی ہوئی ہے۔جنہوں نے علم دین مصطفوی کا ایک ایسا باغ لگادیا جس میں کھلنے والے پھول ہمیشہ ہمیش گلشن اسلام کو مہکاتے رہیں گے۔ گجرات کا سوراشٹر کا علاقہ جہاں علم دین حاصل کرنے کے لئے ذرائع اوروسائل کی بہت کمی تھی۔ واراہی کی دھرتی پرعلمی ادارہ قائم کرکے موصوف نے دنیا وآخرت میں سرخروئی کا سامان مہیا کرلیا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی نگاہ کریمانہ نے ان کو شہرت کی بلندیاں عطا کردیں اوران کی نجات کا ذریعہ بنادیا۔

الحاج دیوان نورمحمد موتی شاہ صاحب سے میری ملاقات 1988ء میں شہر ممبئی میں منشی عاشق علی شاہ کے مکان پر ہوئی تھی۔اس وقت میں نے مکن پور شریف سے ''ماہنامہ انوار حلب'' شائع کرنا شروع کیا تھا اوراسی رسالے کی ممبر سازی کے لئے تقریباً ڈیڑھ ماہ تک بمبئی رہنا ہوا تھا۔نورمحمد شاہ اکثر میرے ہمراہ رہتے۔ان کو علم سے بے حد لگاؤ تھا خاص کر علم دین مصطفیٰ کی ترویج واشاعت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردینے کے لئے تیار رہتے تھے۔ان کا یہ جذبہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی اور مسرت کا احساس ہوتا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میری زندگی کا سارا وقت اورسب سرمایہ علم دین کے لئے ہمیشہ وقف ہے کیوں کہ اگر تعلیم ہوگی تو لوگوں میں حق وباطل، اچھائی اور برائی میں فرق اور تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ وہ اپنے علاقہ میں علم دین کی روشنی پھیلانے کے لئے پوری عمر کوششوں میں لگے رہے۔

الحاج دیوا ن نورمحمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کوان کے پیرومرشد الحاج سید ذوالفقار علی صاحب قمر مداری علیہ الرحمۃ والرضوان سے جو تعلیم وتربیت اور مخلصانہ جذبہ ملا تھا وہ تمام عمر اس پرسختی سے پابندرہے۔ان کا صاف ستھرا کرداراور بے لوث عقیدت ومحبت کا سرمایہ ان کی زندگی کا حصہ بنے رہے۔ سادات کرام، اہل بیت اطہار سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ علی زادوں کے قدموں میں اپنی آنکھیں بچھاتے اورآل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پراپنی جان قربان کردینے کا حوصلہ رکھتے تھے۔آل نبی سے عقیدت ومحبت کے اسی جذبہ سے ان کوسماج میں بڑی عزت حاصل ہوئی اوراللہ تبارک وتعالی نے وقاراورعظمتوں سے نوازا۔

سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج واشاعت کیلئے اپنی پوری زندگی

صرف کردی۔ ان کا کہنا تھا کہ حضور مدارالعالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے پورے ملک میں اسلام پھیلا ہے مگر لوگ ان کی احسان مندیوں کو فراموش کر کے ان کی خدمات جلیلہ کو نظرانداز کرنے میں لگے ہیں جو سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس لئے کہ جس عظیم شخصیت کے احسانوں سے ہمیں اسلام جیسی بیش بہا نعمت حاصل ہوئی ہے ہم اسی شخصیت کے کارناموں کو بھلا بیٹھیں اس سے بڑی کوئی بدنصیبی نہیں ہوسکتی ہے۔

میں نے موصوف کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ کسی بھی حال میں ان کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ میرے ساتھ کئی علاقوں کا سفر کیا مگر چاہے جتنا بھی تھکن یا پریشان کن سفر رہا ہو انہوں نے وقت پر اپنی نمازیں ادا کی ہیں۔ نماز کی پابندی، اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی، کردار کی نیکیاں، خلوص و محبت بھری زندگی، آل رسول سے مخلصانہ عقیدت و محبت، مدار پاک سے سچی روحانی نسبت، یہ وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے نور محمد شاہؒ کے مقام و مرتبہ کو بام عروج پر پہونچادیا ہے۔

اگر نظر غور سے دیکھا جائے اور ان کی زندگی کا حقیقی جائزہ لیا جائے تو وہ قیامت تک اپنا نام زندہ رکھنے کا سامان فراہم کر گئے ہیں۔ سب سے پہلا وہ دینی ادارہ جو شاہ مدار بورڈنگ کے نام سے موسوم ہے اور دوسرے اپنی اولاد کو سلسلہ عالیہ مداریہ سے وابستگی اور سچی اسلامی زندگی جینے کا شعور سکھا گئے ہیں۔ جس کا بین ثبوت ہماری نظروں کے سامنے الحاج رجب علی شاہ مداری کی تابناک شخصیت ہے۔ جناب الحاج رجب علی شاہ نے جس حسن و خوبی کے ساتھ اپنے والد گرامی کے مقاصد اور مشن کو زندہ رکھا اور اس کی ترقیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر انہیں آگے بڑھا رہے ہیں ان کا یہ عمل موصوف کے نام و نمود کو ہمیشہ زندہ و جاوید رکھے گا۔

خالق کائنات کی بارگاہ اقدس میں دعا کرتا ہوں کہ رب تبارک و تعالیٰ حضور مدارالعالمین کے طفیل جناب نور محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو بلند فرمائے۔ ان کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اور الحاج رجب علی شاہ کی خدمات کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔

آمین

خاکسار سید مقتدا حسین مداری

مکن پور شریف

عارف باللہ صوفی باصفا شیخ طریقت

حضور سید یوسف علی جعفری مداریؒ

کا سالانہ عرس پاک ۱۲؍دسمبر ۲۰۲۲ء ظہر سے عصر تک

ہم سب عرس مدارالعالمینؓ کی مبارک باد پیش کرتے ہیں

شیخ طریقت سید یونس علی جعفری مداری

”جو راہِ حق میں فنا ہوں کبھی نہیں مرتے“

سید مقتدا حسین جعفری

وہ وقت بھی کتنا عجیب تھا، جب مقام جلے پورہ قصبہ جہانگیر آباد ضلع بلند شہر میں محمد اسلام انصاری کے مکان پر سیکڑوں لوگ ایک ساتھ کلمۃ الحق کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ مکان کے تمام در و دیوار خدائے واحد کے انوار کی ضیاء پاشیاں کرتے ہوئے اس کی قدرت کاملہ کا حسین نظارہ پیش کر رہے تھے۔ وہاں موجود تمام انسانوں کی آنکھوں میں غم وخوشی کے ملے جلے اشکوں کا ہجوم صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ان سبھی کو اس بات کا رنج تھا کہ آج ان سے ان کا روحانی پیشوا ہمیشہ کیلئے جدا ہو رہا ہے، جس کی رہنمائی اور سرپرستی میں انہوں نے شریعت وطریقت کی حقیقتوں کو سمجھا تھا۔ اس کی سبق آموز زندگی سے استفادہ کرکے انہوں نے اپنے دل کے ویران خانوں کو مدق وصفی کے حسیں گلدستوں سے سجایا اور سنوارا تھا۔ دوسری طرف ان اشک بار آنکھوں میں خوشی کی چمک اس لئے دکھائی دے رہی تھی کہ ان سبھی کو معلوم تھا کہ آج خدا کے ایک محبوب اور برگزیدہ بندے نے ان کی آبادی میں اپنی زندگی کی آخری سانس پوری کی ہے جس کے جسد خاکی کی اس دھرتی سے مناسبت ہوتے ہی اس حصہ ارضی کی تقدیر چمک اٹھے گی۔ یہاں توحید پرستوں اور عشاق رسالت کا جمگھٹ دکھائی دے گا، اس لئے کہ جب خدائے واحد کا محبوب بندہ کسی زمین کو اپنے قدم میمنت لزوم سے نوازتا ہے تو وہاں ہر وقت خدا کی رحمتیں برستی رہتی ہیں اور وہ جگہ اسلامی حقیقتوں کا آئینہ دار بن جاتی ہے۔

دنیا سے کوچ کرنے والی اس مقدس ہستی کا نام گرامی پیر سید مشائخ عالم ارغونی مداری تھا۔ اور آبائی وطن وہاں سے تین سو کلومیٹر (300KM) دور تھا۔ جہاں سے براہ راست رابطہ کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے وہاں سب لوگوں نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کے اعزا وا قارب کو یہاں بلالیا جائے اور تکفین وتدفین کے سب کام انہیں کے ہاتھوں سرانجام ہوں۔ ایک شخص کو مکن پور کے لئے روانہ کیا گیا جس نے وہاں پہنچ کر اس المناک حادثہ ناگہانی کی اطلاع دی آپ کے قرابت داروں میں سے بہت سے لوگ جہانگیر آباد پہنچ گئے مگر تب تک چالیس گھنٹوں سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔

گورکن کے قبر کے انتظامات میں مصروف۔ غسال غسل میت کی تیاریوں میں لگ گئے۔ قرابت دار اپنے عزیز کے آخری دیدار سے آنکھوں کو تشفی دے رہے تھے۔ مگر اچانک ہی رحمت پروردگار کو جوش آیا اور اس نے اپنی قدرت کاملہ کو جلوہ دکھایا، وہاں موجود سیکڑوں آنکھوں نے دیکھا کہ اڑتالیس گھنٹوں پہلے جس کو ڈاکٹروں نے مردہ قرار دے دیا تھا، اس ولی کامل نے آنکھ کھولی دی اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ یہ روح پرور واقعہ جس کے چشم دید گواہ کثیر تعداد میں موجود ہیں، ۲۴ رشعبان المعظم ۱۴۱۵ھ کا ہے اور اس کے بعد آپ آٹھ ماہ تک زندہ رہے۔ اس مقدس ہستی کا اسم گرامی سید مشائخ عالم واری ہے اور سارا زمانہ آپ کو ”پیر“ صاحب کے لقب سے پکارتا ہے۔

اس اسم با مسمی پیر برحق اور خدا کے محبوب بندے نے فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ نوافل کی کثرت سے خداوند قدوس کی ایسی قربت حاصل کرلی کہ موت جیسی حقیقی شئی کو بھی آپ کے در سے مایوس ہوکر لوٹنا پڑا۔ پروردگار عالم نے آپ کو ایسے بیش بہا انعام سے نوازا کہ ساری دنیا حیران وششدر ہوکر آپ کی تقدیر پر ناز کرنے لگی۔ بارگاہ ایزدی کا فیصلہ اور قدرت کی کرم فرمائیاں ایسی ہیں کہ جب رحمت پروردگار اپنے کسی خاص بندے کو نوازتی ہے تو اس کو اپنی قربت کے خزانے عطا کردیتی ہے۔ گردش وقت اس بندے کے اشاروں کا محتاج ہوتا ہے اور اوقات میں اس کے لئے توسیع بخش دی جاتی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ خالق کائنات اپنے اس نیک بندے کو زندگی اور موت پر اختیار دے دیتا ہے۔

چنانچہ اسی ضمن میں ہم درج ذیل دو ایمان افروز تاریخی واقعات کو استدلال کے طور پر پیش کررہے ہیں جن کو پڑھ کر اللہ والوں کا زندگی اور موت پر اختیار کا بین ثبوت ملتا ہے۔

قرآن کریم کی معتبر تفسیر اور تحقیقی تصنیف ''تفسیر روح البیان'' جلد نمبر ۳ کے صفحہ نمبر ۲۰۷۔ نزہۃ المجالس کے صفحہ نمبر ۵۱، اور ''روض الریاحین اردو'' کے صفحہ نمبر ۲۹۳ پر ولی کامل حضرت رود بار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بصیرت افروز واقعہ تحریر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جنگل میں ایک فقیر کو مرا ہوا پایا، میں نے اس لاش کو غسل دیا اور اس کی تکفین کی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر جب میں نے اس کو قبر میں اتار دیا اور اس پر مٹی ڈالنے والا تھا کہ اس مردہ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ مجھ کو عزت دے کر اب ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ فَقُلْتُ لَہٗ اَحَیٌّ؟ میں نے کہا کیا تو زندہ ہے؟ قَالَ نَعَمْ. اَنَا مُحِبٌّ لِلّٰہِ وَ کُلُّ مُحِبٌّ حَیٌّ. اس نے کہ ہاں میں زندہ ہوں اس لئے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں اور اللہ سے محبت رکھنے والا ہر انسان زندہ رہتا ہے وہ کبھی مردہ نہیں ہوسکتا ہے۔

کتاب ''روض الریاحین اردو'' کے صفحہ نمبر ۲۹۳ پر حضرت شیخ ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ تحریر ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک دن میرا گزر باب بنی شیبہ پر ہوا میں نے وہاں ایک خوبصورت نوجوان کی لاش دیکھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مرنے والا کئی دن پیشتر موت کو گلے لگا چکا تھا میں اس کی بے چارگی پر افسوس کرتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد اچانک اس مردے نے آنکھ کھول دی اور وہ مسکرایا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابوسعید کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ سے محبت کرنے والے مرتے نہیں ہیں، وہ زندہ رہتے ہیں۔ وہ صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف انتقال کرجاتے ہیں، اتنا کہہ کر پھر اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

ان روح پرور اور ایمان افروز واقعات کے ضمن میں حضرت سید مشائخ عالم جیسے ولی کامل کا دوبارہ زندہ ہوجانا ہمارے یقین کو اور مضبوط کرتا ہے اور جس واقعہ سے ہمارے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔

آپ یکم شوال المکرم ۱۳۶۲ھ مطابق 1943ء بروز دوشنبہ حسنی وحسینی سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم سید محمد مختار عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت شریف اور سعید انسان تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی تبلیغ اسلام میں گزار دی۔ آپ مہینوں اپنے وطن سے دور رہ کر صرف مذہب اسلام کے فروغ اور تبلیغ دین متین کے کاموں میں مصروف اور مشغول رہتے تھے اور اسی مشن کو انہوں نے اپنا مقصد حیات مقرر کرلیا تھا۔ ضلع بلند شہر کے علائق میں اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف تھے کہ رب کائنات کی بارگاہ سے بلاوا آگیا اور آپ نے اپنے وطن عزیز سے سیکڑوں میل دور اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا اور وہیں آپ کا وصال ہوگیا۔ سید

مشائخ عالم عرف پیر صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی رسم ورواج کے مطابق خانقاہ عالیہ قطب المدارؒ کے مرکزی مدرسہ میں حاصل کی تھی اور پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ نے شہر کانپور کے ایک دینی ادارے میں داخلہ لے لیا اور علوم دین کے حصول میں لگے رہے۔ آپ کا خاندانی مشرب علوم ظاہر سے زیادہ باطنی کی ترویج واشاعت تھا اور اسی لئے آپ زمانہ طالب علمی میں ہی تزکیۂ نفس اور قلب میں حقیقی سوز وگداز پیدا کرنے کے لئے بزرگوں کی محفلوں میں شامل رہتے تھے۔ آپ بچپن سے نہایت سنجیدہ مزاج اور خوش اخلاق انسان تھے۔ غربا پروری آپ کو وراثت میں ملی تھی اس لئے آپ غریبوں اور مسکینوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔

آپ کے اخلاق حسنہ، طبیعت کی بزرگی، ذہن کی طہارت وپاکیزگی، زبان وبیان میں شرافت وسنجیدگی، قول وعمل میں یکسانیت اور آپ کی بالغ النظری کو دیکھ کر ایک مرتبہ قطب دوراں عارف باللہ حضور حکیم سید ظہیر الحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''پیر'' صاحب کہہ کر پکار لیا۔ اسی دن سے سبھی لوگ آپ کو پیر صاحب کہنے لگے اور رفتہ رفتہ یہ لفظ آپ کے نام کا اہم جز واور حصہ بن گیا اور اسی نام سے آپ کو یاد کیا جانے لگا ہنوز یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ آپ بچپن سے ہی نہایت عابد وزاہد تھے اور عشق مصطفیٰ کی جھنکار پیدا کردی تھی۔ آپ عالم طفولیت ہی میں ولی کامل قطب عالم سید محمد ایوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر مرید ہوگئے تھے اور اپنے مرشد برحق کے حکم اور اپنے آبائی مشرب یعنی تبلیغ اسلام اور دین کی ترویج واشاعت کو ہی اپنا مقصد زندگی بنالیا تھا۔ ۱۷ر جمادی الاول ۱۴۱۶ھ مطابق 1997ء بروز جمعہ آپ نے دارالنور مکن پور میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آبروئے شعروسخن علامہ ادیبؔ نے آپ کا قطعہ تاریخ وفات اس طرح مرتب فرمایا ہے۔

کیوں ہے اتنا دل ادیبؔ میں غم
کیوں ہیں آنکھیں ہرایک کی پرنم
داخل خلد ہیں بہ فیض مدار
میر سید مشائخ عالم

۱۴۱۶ھ

☆☆☆

شہنشاہ ولایت سید بدیع الدین قطب المدارؒ

کے ۶۰۶ ویں عرس پاک کی ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں

تاریخ ۱۲ر دسمبر ۲۰۲۲ء صبح ۹ ر بجے سے ظہر تک

حضور سید مشائخ عالم جعفری مداریؒ

کے عرس کی تقریبات میں شامل ہوکر ثواب دارین حاصل کریں

مولانا سید انتخاب عالم جعفری مداری

تو جہاں کا قطب مدار ہے

سید ازبر علی جعفری المداری خادم آستانہ قطب المدار مکن پور شریف

تاجدار ولایت، حامل صمدیت، واصل مقام محبوبیت، قطب وحدت محسن ہندستان مبلغ اول حضرت سرکار سرکاراں سیدنا سید بدیع الدین الشیخ احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ عنہ کی ذات پاک پر خامہ فرسائی کرنا ذرہ کے لب پہ مہر منور کی بات ہے کے مترادف ہے پھر بھی لکھنے والوں نے خوب لکھا اور لکھتے ہی رہینگے لیکن یہ لکھنا سرکار کی حیثیت انفرادیت پر حرف آخر نہیں ہے اور نہ سیرت قطب المدار کی کل کائنات ہے یہ لکھنے والوں کے شعور اور ان کے علم کے مطابق ہوگا نہ کہ قلعہ سیرت سرکار کی بلندیوں پر پہونچ جانا کہا جائیگا کیونکہ اس پاک نفس کے عرفان کو رب ذوالجلال نے پردۂ غیب میں مستور کر کے فرمایا کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری انکے عرفان سے امکانات کی چادر ہٹا کر گویا غیر ممکن کی مہر لگادی جب ایک قطب کا مقام یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ایک قطب کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس حجاب میں جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے اور مرتے دم تک یہ حجاب رہتا ہے اور جب قطب کا انتقال ہوتا ہے تو اپنے اللہ سے جاملتا ہے تو جو قطب المدار ہو اس کی شان کیا ہوگی حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ الحاوی میں علامہ ابن حجر ہیتمی فتاویٰ حدیثیہ میں لکھتے ہیں کہ القطب الغوث الفرد الجامع جعله الله دائرا فی الآفاق الاربعه فی افق السماء قد ستره الله احواله عن الخاصته والعامته غیرهة من الحق غیر انه یری عالما کجاعل ابله کفطن تارکا اخذ قربا بعیدا سهلا عسرا آمنا حذرا ومکانته من الاولیاء کالنقطه من الدائرة اللتی هی مرکز هابه یقع صلاح العالم (الفتاویٰ حدیثیہ)

وہ قطب مدار جو غوث و فرد کے مقام و مراتب کا جامع و متحمل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالی دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے چاروں طرف ستارے چکر لگاتے ہیں اور اللہ تعالی اسکی غیرت داری میں اسکے احوال کو خاص و عام سے پوشیدہ رکھتا ہے وہ عالم ہونے کے بعد ناخواندہ لگتا ہے وہ ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم ہوتا ہے دنیا سے بے نیاز ہو کر بھی دنیا کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے خدا سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی کچھ دور سا لگتا ہے دردمند ہوتے ہوئے بھی تنگدل جان پڑتا ہے بے خوف ہونے کے باوجود سہا سہا محسوس ہوتا ہے اولیاء اللہ میں اسکا مقام ایسا ہے جیسے کے دائرہ کے مرکز نقطے کا اسی پر عام کی درستگی کا دار و مدار ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تحریر میں سرکار ولایت حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد رضی اللہ عنہ کے واقعات زندگی کے اجمالی صفات ذکر کئے گئے ہیں اس پر بے دریغ کہہ سکتا ہوں کہ ہوتے ہیں عارفان حقیقت کے ہوش گم

سمجھے گا کون دہر میں عظمت مدار کی ایک ایسی ہستی جسکی مماثلت تصوف و طریقت کی دنیا میں محال ہی نہیں ناممکن بھی ہے محلوں میں رہتا نہیں تھا مخمل و دیبا اس کا بچھونا نہیں تھا نرم و گداز قالین اس کے فرش کی زینت نہیں تھی عیش و عشرت میں زندگی گزارتا تھا نہ کسی ملک و اقلیم کا شہزادہ تھا سیاسی تھا نہ سماجی تھا نہ کلبوں کی محفلوں کی زینت تھا شہسوار تھا نہ سپہ سالار تھا بھائی بند تھے نہ فرزند ارجمند نہ مکان ہے نہ دوکان نہ خاندان حد تو یہ ہے کہ

کھا تا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ تبدیلئی لباس کی حاجت تو پھر وہ ذات پہچانی کیسے جاتی ظاہر ہے کہ اختلاف تو ہوگا ہے یہ تو دنیا سے تعلق رکھتی ہیں سلوک و معرفت میں

ولادت سے وفات تک مناصب سلوک، مدارج ولایت طے کرتے رہے حتی کہ ولایت کے اس مقام پر پہونچ گئے جہاں بڑے بڑے عارفین کے سروں سے ٹوپیاں گر پڑتی ہیں اور ولایت کے اس کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر نظر بھی نہیں پڑتی 23 سال 10 دن تک مقام محبوبیت پر پہونچ گئے یہی وہ مقام ولایت جس کو سمجھنے کیلئے بڑے بڑے عارفان حق دم خود ہو جاتے ہیں اسلام حقیقی کی تعلیم سے مرصع اس ذات اقدس کے بعض امور کو بعض لوگوں نے خلاف شریعت سمجھا ایک بات عرض کرتا چلوں ایک ہے صورت ہے ایک حقیقت ہے جس کی تصریح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات میں فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ صورت کے علمائے ظاہر کفیل وضامن ہوتے ہیں حقیقت وہ ہے جس کے بیان کے ساتھ بلند گروہ صوفیا ممتاز ہے

اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرے شریعت سے باہر پاتا ہے وہ محفوظ ہوتا ہے اس لئے دقائق شریعت سے ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتا ہے وہ جماعت جو اس دولت عظمی سے مشرف ہوتی ہے اس کی تعداد بہت ہی کم ہے صوفیا کی ایک کثیر تعداد اس مقام عالی کے سائے ہی تک پہونچی ہے

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۴۳)

یہ آپ کی بے مثال زندگی اور انفرادیت ہے جس کی مثال نہیں ملتی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ نے پوی دنیا کی سیاحت فرماء اور آفاق عالم میں آپ کی عالم گیر تبلیغ کے چرچے ہیں آپ کے خلفائے کرام کے آستانے اور انکی بارگاہیں آپ کے نام سے منسوب بیشمار مقامات آپ کی عظمتوں کے قصیدے پڑھ رہے ہیں میرے سرکار اس صفحہ ہستی پر کار ولایت کے امین و راز داں بنکر آئے اور اپنی مقصد زندگی کا زندہ ثبوت بھی چھوڑ گئے جو اقوام عالم ہی نہیں بلکہ موجودات عالم کی پیشانیوں پر کہکشاں بنکر چمک رہی ہے اور اس دین کے مسیحا کی مقصد زندگی کے قصیدے بھی پڑھ رہی ہے اس عظیم المرتبت عدیم المثال نادر الوجود ہستی کی بے کراں سیرت کے پہلوؤں کو حق تعالی نے اپنی غیرت کی قبا میں آپ کے احوال کو اتنے جتن کے ساتھ مستور فرما دیا کہ ہزار ہا ہزار کوششوں اور دفاتر سوانح عمری پڑھنے پر کھنے اور بحر علم میں غوطہ کھانے کے بعد بڑے بڑے محققین کو 596 سالہ زندگی سے ایک حصے کے بھی مکمل حالات نہ مل سکے بالآخر انہیں لکھنا ہی پڑا کہ کوئی سمجھ نہ پایا کیا ہے مقام تیرا چنداں روشنی ڈالنے والی بہت سی شخصیات آج بھی اس بارگاہ عالی میں خراج عقیدت کیلئے صف در صف کھڑی ہیں اور ان مداحوں میں رنگ ونسل قوم وسماج اور مذہب وملت کا کوئی فرق نہیں ہے ہر سماج، ہر مذہب، ہر قوم، ہر مکتبۂ فکر، کے لوگوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق اس ذات کو خراج پیش کر رہے ہیں مگر کما حقہ انکا حق ثنا گری نہیں پیش کیا جاسکتا کیونکہ تمہاری مدحت لکھنے کیلئے قطب المدار۔کاوش اہل قلم کو اک زمانہ چاہئے عزیزم سید عظمت علی افسری مداری کے اعلان کے مطابق

اپنے محسن اور کرم فرما شہنشاہ اقلیم ولایت قاسم نعمات عرفان علی حضرت سرکار سیدنا زندہ ولی کی بارگاہ بیکس پناہ میں دنیا و آخرت کی سرخروء اور روز محشر کی دائمی آسائش کیلئے سلسلہ وار کچھ عرض کرنے کی کوشش کرونگا گر قبول افتد زہے عز و شرف باشد سرکار کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ میرے جیسوں کو عطا کر کے غلامی کا شرف مقتدر جو ہے بنایا تو بنائے رکھئے

QUARTERLY URDU

RAHBARE NOOR

MAKANPUR SHARIF, KANPUR

R.N.I.No. UPURD/054331/1347785/2019

L-POST REGISTRATION

"RAHBARE NOOR" K.P.(M.) /007/2021-23

MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA

PINCODE-209202

فرد الافراد قطب الارشاد شہنشاہ ولایت حضرت سید بدیع الدین

قطب المدار مدار العالمینؒ کا ۶۰۶ واں عرس مبارک تمام عالم اسلام

کو بہت بہت مبارک ہو

CHIEF EDITOR

ABUL MASHARAB

SYED MUQTIDA HUSAIN JAFRI

H.O.: P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar,
India- 209202

Please Contact us: 995667119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867

Al-Madaar Offset Kanpur
Mob.- 8795601301, 9616584408